انہ لقول فصل وما ہو بالہزل

مصنفہ حضرت مولانا مولوی اشرف علی صاحب تہانوی
مدظلہ

الخطاب الملیح
فی
تحقیق المہدی والمسیح

حسب فرمائش جناب مولوی محمد یحیی صاحب مقیم لال مسجد گنگوہ ضلع
سہارنپور

در مطبع بلالی اسٹیم پریس ساڈھورہ ضلع انبالہ طبع شد

دفعہ اول
تعداد ۵۰۰۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ہدانا بالکتاب والسنۃ وجعلنا متبعین للسواد الاعظم من الامۃ فنحمدہ علی انعم علینا بھذہ المنۃ ونصلی علی سیدنا محمد نبیہ ورسولہ الذی بہ منّ علینا بتلک النعمۃ وعلی آلہ وصحبہ ومن معھم الذین ہم السواد الاعظم فیا لہم من ائمۃ فمن حاد عن سبیلہم فلاریب ان قلبہ فی اکنۃ وامرہ لابد وان یکون علیہ غمۃ۔ امابعد۔ چونکہ مرزا قادیانی صاحب کی غلطیون کو بہت اہل علم ظاہر فرمارہے ہین اسلئے کبھی اس بابمین لکھنے کا خیال نہین ہوا۔ مگر بعض احباب سے جو کچھ زبانی سوال وجواب کا اتفاق ہوا اور بفضلہ تعالی اونکے شبہات کو شفا ہوئی اونہون نے تقیید بالقلم کا اصرار کے ساتھ مشورہ دیا چونکہ نفع کی امید پائی گئی اسلئے خود بھی اسکا خیال ہوگیا۔ اسی اثنا مین منشی کرم خان صاحب نائب محافظ دفتر ڈپٹی کمشنر انبالہ نے کچھ سوالات بعض اقوال کی نسبت محض نیک نیتی سے بغرض جواب بھجدیئے وہ اوس خیال کے لئے اور بھی موید اور موکد ہوگئے اسلئے اون سوالات کا جواب لکھکر آخر مین ایک مستقل مختصر مضمون جو اجمالا انشاء اللہ تعالی ایسے تمام شبہات کے جواب کے لئے کافی ہوسکتا ہے اضافہ کردیا اور اس مجموعہ کو ایک رسالہ کی شکل مین بناکر الخطاب الملیح فی تحقیق المہدی والمسیح کے ساتھ نامزد کردیا اول سوال مرقوم ہے پھر جواب مذکور ہے پھر اوسی آخری مضمون پر کتاب ختم ہے۔ واللہ تعالی ولی الہدایۃ ومنہ البدایۃ والیہ النہایۃ۔

نقل خط منشی صاحب موصوف متضمن سوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جناب ہدایت مآب مولانا صاحب مکرم معظم دام ظلکم وفضلکم۔ از جانب احقر العباد پر عصیان کرم خان بعد ادائے مراسم واجب نہایت ادب سے عرض ہے مین ایک معمولی اردو خوان ملازم

ہون لیکن بفضل خدا کتب شرعی دیکھنے کا شوق ہے۔ ان ایام مین جو شور مرزائیون کا ہو رہا ہے
اور اکثر لوگ بے علم جو بگڑ رہے ہین وہ ظاہر ہے بعض میرے احباب آپسمین گفتگو رکھتے ہین اور
مرزا کے دلائل وفات مسیح کی پیش کیا کرتے ہین گو بفضل خدا اور برکت علماء سے یہ خاکسار اوسکے
عقاید اور اقوال سے بیزار ہے کسی قسم کا شک شبہ نہین ہے لیکن بعض مقامات کو برائے ازدیاد
تقویت ویقین کبھی کبھی بعض امور علماء سے پوچھ لیا کرتا ہے چنانچہ دو تین مرتبہ جو مقامات کی
نسبت بابت مسائل مختلفہ وتقلید وتراویح ہشت رکعت جناب مولانا مخدومنا حضرت مولانا
رشید احمد صاحب مدظلہم سے دریافت کیا تو حضرت مولانا صاحب ممدوح نے میرے سوالات
پر رسالہ سبیل الرشاد اور رسالہ الرای النجیح فی عدد رکعات التراویح تحریر فرما دیا ہے اسیطرح
آپ سے مجھکو بعض امور کی بابت تحقیق ہے۔ گو جناب مولانا رشید احمد صاحب سے ایک گونہ
نیاز حاصل ہے لیکن مجھکو شرم آتی ہے کہ شاید مولانا موصوف یہ خیال نہ فرما دین کہ یہ شخص ہمیشہ
سائل رہتا ہے۔ چونکہ ان امور مندرجہ ذیل کا معلوم کرنا ضروری ہے پس اسوقت مجھکو بھی ضروری
ہوا کہ ان امور کو بامید جواب شافی وتسلی کافی کے حضور ہی کی خدمت مین پیش کرون۔ بعض
تصانیف حضور کی میرے پاس ہین۔ اور جو فضل وکمال وخلق محمدی وتوجہ وتبحر معلوم حضور کو
ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ اور نیز مخدومی مکرمی مولوی انوار الحق صاحب نقلنویس جو میرے
دفتر مین ہین اور نیز مولوی اکرام حسین صاحب نے بھی مجبور کیا کہ تمکو مولانا ہی جواب سے جلد مشرف
فرماوینگے۔ گو جناب کو بھی علاوہ درس وتدریس وذکر اللہ کے کتب بینی وتصانیف وتحریر فتاوی
بے شمار مین ایک مشغلہ عظیم ہے لیکن مین امید قوی رکھتا ہون کہ حضور ان امور کا جواب دینا
بھی ضرور ہی خیال فرماوینگے کیونکہ آپ کی برکت سے امید ہے کہ بعض لوگ جو عقاید مرزا مین گرفتار
ہو جاتے ہین شاید بچ جاوین۔ اسواسطے جناب کیخدمت مین عرض ہے۔ اول قول مرزا کا پھر
امور تحقیق طلب لکھتا ہون۔

قول مرزا - عیسی علیہ السلام اور اونکی والدہ نے بمقام کشمیر وفات پائی ہے چنانچہ آیت

قرآن شریف واوینا ہما الی ربوۃ سے یہی مراد ہے کیونکہ کشمیر بہت بلند جگہ ہے۔ جبکہ مسیح
علیہ السلام صلیب سے بھاگ کر کشمیر چلے گئے تو ہر دو مسیح و والدہ حضرت مریم علیہا السلام نے وہان
وفات پائی۔ اوسی جگہ اون ہر دو کی قبر ہے۔

قول ۲ مرزا - کہ حضرت مریم علیہا السلام نے حالت حمل مین نکاح کر لیا تھا چنانچہ مسیح علیہ السلام کے
حقیقی برادر و ہمشیرگان بھی تھین۔

قول ۳ مرزا - حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور نیز بخاریؒ کا وفات مسیح علیہ السلام پر مذہب ہے۔
چنانچہ کتاب التفسیر بخاری مین قول عبداللہ بن عباسؓ کا ہے۔ متوفیک ممیتک - یعنی توفی بمعنے فوت ہے۔
نہ بمعنے و لینا۔ اور امام بخاری حدیث لائے ہین کہ آنحضرت نے فرمایا کہ قیامت کو میری امت سے بعض
اشخاص ننگے سر دبا دن لائے جاوینگے اونکو اپنے اصحاب کھونگا۔ ندا ہوگی کہ یہ تیرے بعد گمراہ ہو گئے
تھے۔ تو اوسوقت مین بھی وہی کھونگا جو عیسیٰ نے کہا یعنی انی اقول کما قال العبد الصالح - پس یہ فرمانا
ان حضرات کا اوسوقت یعنی زمان حضرت مین ایک قصہ ماضی کا ہو گیا۔ حضرت نے کما قال فرمایا یقول نہین
فرمایا۔ اور مسلمان کہتے ہین کہ مسیح قیامت کو جواب دینگے۔ حالانکہ یہان صیغہ ماضی کا بولا گیا ہے۔

جوابات سوالات

جواب ۱ - ربوہ کی تفسیر دمشق یا فلسطین یا بیت المقدس غرض ملک شام کے کسی مقام سے کیگئی ہے۔ کشمیر سے
تفسیر کرنیکی کوئی دلیل نہین۔ اور علی سبیل التنزل کہتا ہون کہ اگر کشمیر تشریف لانا مان بھی لیا جاوے تو اسکو اصل
مدعائے منکر رفع جسمانی الی السماء سے کیا تعلق ہے۔ کیا سفر کشمیر کے بعد وہانسے جانا اور پھر مرفوع الی السماء
ہونا ممتنع ہے۔ رہا دعوی وہان قبر ہونیکا محض بے اصل ہے تخمین و قیاسات واہی حکایات کا بمقابلہ دلائل
شرعیہ کوئی اعتبار نہین۔ رہی تحقیق قبر حضرت مریم کی اسکی ضرورت نہین۔

جواب ۲ - کہین ثابت نہین قبل حمل اسکا قائل ہونا صریح تکذیب قرآن ہے اور بعد حمل تکذیب اجماع ہے۔ پس
دونون امر باطل ہین۔ اور جنت مین نکاح کئے جانیکی مجھکو تحقیق نہین نہ تحقیق کی ضرورت سمجھی۔

جواب ۳ - اگر ممیتک کو اپنے ظاہری معنے پر کہا جاوے بہت ہی منکر رفع جسمانی کو کچھ مفید نہین۔ اول تو

اسوجہ سے کہ ممکن ہے کہ یہ موت بعد النزول الی الارض ہو جسکی خبر اللہ تعالی نے حضرت عیسی کو پہلے
سے دیدی اور واو ترتیب کے لیے موضوع نہین۔ اسلئے اسکا تحقق در افعک الی سے پہلے
ضروری نہین۔ رہی یہ بات کہ ذکر مین کیون مقدم فرمایا سو گو اسکی نکتہ کی تحقیق کو اصل بحث سے
تعلق نہین مگر تبرعاً نکتہ کا بیان بھی کئے دیتا ہون۔ حضرت عیسی علیہ السلام کے باب مین دو فرقونکو
افراط و تفریط تہا ایک نصاری کو کہ اونکے الہ مانتے تھے دوسرے یہود کو کہ اونکو غیر طاہر جانتے تھے
اور نصاری کی غلطی یہود کی غلطی سے بڑہی ہوئی تھی کیونکہ غیر اللہ کو الہ ماننا زیادہ بعید ہے نبی کو
غیر نبی جاننے سے۔ اگرچہ کفر دونون ہین۔ اسلئے متوفیک کو جبکہ بمعنے ممیتک ہو مقدم کیا کہ اسمین
ابطال ہے عقیدہ نصاری کا۔ کیونکہ موت منافی ہے الوہیتہ کے۔ پہر رد فرمایا عقیدہ یہود کو اسطرح
سے کہ اونکے لئے رفع الی السمار ثابت کیا۔ جو مستلزم ہے طہارت جسمانی کو۔ اور تطہیر مطلق ثابت
کی جو مستلزم ہے طہارۃ روحانی کو اسطرح دونون فرقون پر رد ہو گیا۔ اور متوفیک کی تقدیم
مناسب ہوئی۔ اور اگر ترتیب ذکری کے ساتھ ترتیب وقوعی بھی مان لی جاوے تب بھی منکر رفع
کو مفید نہین۔ کیونکہ ممکن ہے کہ قبل رفع تھوڑی دیر کے لئے آپکو وفات دی گئی ہو۔ اور پھر
زندہ کر کے آسمان پر اُٹہا لئے گئے ہون۔ جیسا کہ بعض سلف اسکے قایل بھی ہوئے ہین۔ چنانچہ
تفسیر کبیر مین ہے۔ الثانی متوفیک اے ممیتک وہو مروی عن ابن عباس و محمد بن اسحاق
قالوا والمقصود ان لایصل اعداءہ من الیہود الی قتلہ ثم انہ بعد ذلک اکرمہ بان رفعہ الی السمار۔
ثم اختلفوا علی ثلثۃ اوجہ۔ احدہا قال وہب توفی ثلث ساعات ثم رفع ثانیہا قال محمد بن اسحاق
توفی سبع ساعات ثم احیاہ اللہ تعالی و رفعہ۔ الثالث قال الربیع بن انس انہ تعالی توفاہ حین
رفعہ الی السمار۔ بہرحال ممیتک کے ساتھ تفسیر کرنا بھی کسیطرح منکر رفع کو مفید نہوا۔ اور امام بخاری
کا اس تفسیر کو نقل کرنا اول تو مستلزم نہین کہ اونکا بھی یہی مذہب ہو۔ اور اگر ہو بھی تو منکر رفع
کو مفید نہین جیسا ابھی بیان ہوا کہ موت اور رفع العبد الی السمار مین تنافی نہین ایک کے اثبات
سے دوسرے کی نفی لازم نہین آتی۔ رہا استدلال کرنا قال کے ماضی ہونیسے یہ بھی محض ضعیف ہے

اول تو اسلئے کہ ماضی بمعنے مضارع بکثرت قرآن مین وارد ہے ونفخ فی الصور واشرقت الارض ووضع
الکتاب جیئ بالنبیین قضی بینہم وسیق وغیر ذلک پس قال بمعنے یقول ہو سکتا ہے - رہا یہ امر کہ
ماضی سے کیون تعبیر فرمایا سو گو بیان نکتہ کو اصل مقصود مین کوئی دخل نہین مگر تبرعا بیان کرتا
ہون وہ یہ ہے کہ حضور صلعم نے جو اپنی حکایت بیان فرمائی کہ مین قیامت مین اسطرح کہونگا اس
بیان سے پہلے صحابہ آیت سُن چکے تھے ان تعذبہم فانہم عبادک الایۃ پس مقتضا بلاغت کا ہوا کہ
حکایت کے ماضی ہونیکو بمنزلہ محکی عنہ کے ماضی ہونیکے ٹہراکر صیغہ ماضی استعمال فرمایا - یا یون
کہا جاوے کہ قیامت کے روز حضرت عیسیٰ ع کا یہ قول پہلے ہو چکے گا پھر ہمارے حضور کا یہ قول
صادر ہوگا تو حضور کے قول کے وقت چونکہ وہ قول ماضی ہو چکا ہے اسلئے صیغہ ماضی
سے تعبیر فرمایا - قرآن مجید مین بھی اسکی نظیر ہے - قال تعالیٰ یوم یاتی بعض آیات ربک
لا ینفع نفسا ایمانہا لم تکن آمنت من قبل - یہ یقینی بات ہے کہ تکلم کے وقت کے اعتبار
سے لم تکن آمنت مستقبل ہے - مگر باعتبار وقت حکم لاینفع کے ماضی تہا اسلئے ماضی
لائے - بلکہ اس سے بڑہکر بعض جگہ تو مستقبل سے مستقبل کو بھی ماضی سے تعبیر فرمایا گیا ہے
قال تعالیٰ وعلی الاعراف رجال یعرفون کلا بسیماہم ونادوا اصحاب الجنۃ اسمین یقینا ندا بعد معرفت
کے ہے پھر یعرفون کو مستقبل لائے اور ندا جو اس مستقبل سے بھی مستقبل ہے اوسکو ماضی سے تعبیر
فرمایا اور اگر قال کو ہم ظاہری معنے پر ہی محمول کرین تب بھی استدلال منکر رفع کا غلط ہے - کیونکہ ممکن
ہے کہ یہ مخاطبت فیما بین اللہ تعالیٰ اور حضرت عیسیٰ ع کے بعد رفع الی السماء واقع ہو چکی ہو جیسا
احادیث مین وارد ہے کہ شہداء سے بجرد میتی قبل قیامت ہی باتین ہوا کرتی ہین - غایت ما فی الباب یہ لازم
آیا کہ جب عیسیٰ علیہ السلام سے یہ باتین ہو چکی ہین تو توفی بھی واقع ہو چکی ہو - مگر اس مین بھی کوئی اشکال لازم نہین
اگر توفی بمعنے اخذ الشئ بالتمام کے ہو - جیسا بہت سے مفسرین اسطرف گئے ہین - اور اس بنا پر توفی مین مفہوم رفع عیسیٰ
مع الجسد والروح ہوگا تب تو ظاہر ہے کہ کوئی اشکال نہین اور اگر بمعنے وفات ہی لیا جاوے تب بھی اوپر تحقیق ہو چکا ہے کہ وفات
مین اور رفع مع الجسم مین کوئی منافاۃ نہین بہرحال کسی تفسیر پر بھی منکر رفع کو مفید نہین -

قول مرزا - کہ مین نبی ہون رسول ہون مگر بروزی طور پر مین صاحب شریعت نہین ہون لیکن جزوی نبی ہون اور ایسا دعوی اکابر نے بھی کیا ہے جیسے منصور نے انا الحق و بایزید بسطامی نے انا نوح - وغیرہا وغیرہا کیا ہے ثابت ہے -

جواب - رسالت ونبوت ووحی کے جو معانی اصطلاح شرعی مین ہین اونکا منقطع ہوجانا دلائل قطعیہ سے ثابت ہے - اور ہمارے حضور صلعم ان امور کے خاتم ہین - اسکے انکار کی توگنجایش ہی نہین رہا قصہ بروز کا سو یہ ایک اصطلاح مستحدث ہے - اگر اسکی تعریف جامع مانع ایسی کیجاوی جو قواعد شرعیہ کے مخالف ہو تو گو بحکم قول لا مشاحۃ فی الاصطلاح محل نزاع نہین مگر چونکہ یہ حکم بھی شرعی ہے کہ الفاظ موہمہ سے احتراز واجب ہے چنانچہ اسی بناپر لاتقولوا راعنا فرمایا گیا اور احادیث مین بہت سے الفاظ کی ممانعت اسی بناپر وارد ہے - اسلئے جس جگہ اس قسم کا ایہام اور عوام کیلئے مغلطہ اور مفسدہ کا احتمال ہوگا ایسے الفاظ کے استعمال کو حرام ومعصیت کہا جاویگا اور اگر ان الفاظ اصطلاحی کے تعریف ہی مین کوئی جزو مخالف قواعد شرعیہ ہوگا تو اوسوقت اوسکو فی نفسہ بھی باطل قرار دینگے - اسکے علاوہ مین کہتا ہون کہ اگر لفظ بروز کے بڑہا دینے سے رسالت ونبوۃ کا دعوی جایز ہے تو اسی قید کے ساتھ خدائی کے دعوی کی بھی اجازت ہونا چاہیے - کیونکہ آخر مخلوق مین صفات الٰہیہ کا کم وبیش علی قدر العطاء الوہبی ظل تو ضروری ہے - کیا کوئی عاقل متدین اس امر کو گوارا کرسکیگا جب خدائی کا دعوی گوارا نہین تو رسالت کا کیونکر گوارا ہے - رہا استدلال کرنا فعل اکابر سے سو اگر اون قصونکو صحیح مان لیا جاوے تو وہ حضرات غلبۂ حال سے معذور تھے - چنانچہ حضرت بایزید بسطامی کا قصہ مشہور ہے کہ جب اونکو حالت صحو مین اسکی اطلاع کیگئی تو توبہ ظاہر فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ اگر مین پہر ایسی بات کہون تو مجھکو بلا تردد قتل کرڈالو چنانچہ لوگونکا اس طرح سے قصد کرنا اور پھر آپ کی کرامت سے زخمونکا اثر نہونا مشہور ہے بہرحال قصد وعمد سے کبھی نہین کہا نہ اوسپر اصرار تھا - پس کجا وہ حالت اور کجا یہ حالت کہ اگر کوئی ذرا کلام کرے تو اوسکو رد مین رسالے اور اشتہارات تیار کیے جاوین ؎ کار پاکان را قیاس از خود مگیر * گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر ؎ تو صاحب نفسی ای غافل میان خاک خون میخور * کہ صاحبدل اگر زہری خورد آن انگبین باشد -

قولہ مرزا - رفع بمعنے عزت کے موت دینا ہے - یا بعد مرنیکے روحانی طور پر بہشت مین داخل ہونا ہے چنانچہ ورافعک الی بحق مسیح علیہ السلام اور لفظ ورفعناہ مکانا علیا بحق ادریس ع بولا گیا ہی - نہ بالجسم اٹھانا مراد ہے -

جوابہ - رفع کے معنے لغوی مشہور ہین - شرعی اصطلاح اسمین جداگانہ نہین - عزت کی موت اسکی کوئی معنی نہین - البتہ رفع بمعنے رفع درجہ کے بھی مستعمل ہے اور بمعنے رفع روح جسکا حاصل موت ہی نیز مستعمل ہے - لیکن دونون معنے کا مجموعہ کہ اسمین دونون قیدین ہون اسمین کہین مستعمل نہین دیکھا گیا اور اگر کہین مستعمل ہونا بھی ہو تو بہی حضرت عیسی علیہ السلام کے باب مین جو لفظ رفع آیا ہی وہ تو یقیناً اس معنی مین مستعمل نہین - کیونکہ یہ یقینی امر ہی کہ احادیث مین نزول عیسی علیہ السلام کی خبر دیگئی ہی - اور اس نزول کو بمقابلہ اونکے مرفوع ہونیکے فرمایا گیا ہی چنانچہ سیاق احادیث سے ظاہر ہی - پس جب دونون لفظ اس حیثیت سے متقابل ٹہری تو یقیناً ایک لفظ کے جو معنے ہونگے دوسرے لفظ مین اوسیکا مقابل مراد ہوگا - پس اگر رفع سے مراد مع الجسم آسمان پر جانا مراد لیا جاوی جیسا جمہور کہتے ہین تو نزول سے مراد مع الجسم زمین پر آنا مراد ہوگا جسمین نہ تقابل فوت ہوا نہ کوئی خرابی لازم آئی اور اگر بقول منکر رفع جسمانی رفع سے مراد عزت کی موت لیجاوے تو نزول سے مراد بقرینہ مقابلہ ذلت کی پیدائش لینا چاہئے - پس معنے حدیث نزول کے یہ ہونگے کہ پہر عیسی علیہ السلام نعوذ باللہ ذلت کیسا تھ پیدا ہونگے - اور اگر یہان یہ معنے نہ لئے جاوینگے تو مقابلہ فوت ہو جاویگا - جسکا لزوم اوپر ثابت ہو چکا ہی - پس معلوم ہوا کہ عزت کی موت کے معنے مراد لینا صحیح نہین - اور اگر کوئی کہے کہ ہم مطلق موت مراد لے لینگے تو ہم کہینگے کہ اول تو اسکی دلیل چاہئے اور اگر بلا دلیل ہم تسلیم بھی کرلین جب بھی منکر رفع جسمانی کو مفید نہین کیونکہ رفع جسمانی اگر اس لفظ سے ثابت نہ کہا جاویگا دوسری دلیل شرعی یعنی اجماع سے ثابت رہیگا اور موت کا رفع جسمانی کے منافی نہ ہونا اوپر ثابت ہو چکا ہی - اور اگر رفعناہ مکانا علیا مین صرف رفع روح مراد ہو جب بھی ہمکو مضر نہین کیونکہ ہم یہ کب کہتے ہین کہ رفع روحانی مین اسکا استعمال نہین آتا - اسیوجہ سے تحقیق قصہ ادریس ع کی حاجت نہین ہمارا تو یہ قول ہے کہ دونون معنے مین استعمال ہو سکتا ہی مگر چونکہ حضرت عیسی علیہ السلام کا مرفوع بالجسم ہونا اجماع سے ثابت ہی اسلئے اونکے قصہ مین اس معنے کو ترجیح ہے - اور علی سبیل التنزل کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص قرآن مین بمعنے

قول ۷ مرزا۔ لفظ نزول جو بحق مسیح احادیث مین وارد ہے وہ مراد آسمان سے اُترنا نہین ہے بلکہ پیدا ہونا مراد ہے۔ جیسا کہ فرمایا خدا نے وانزلنا الحدید کیا یہان لوہا بھی آسمان سے اُترا ہے یا لفظ انزلنا الکتاب مین مراد یہ ہے کہ قرآن مجید آسمان سے اُترا ہے اور کسی نے دیکھا ہے۔

قول ۸ مرزا۔ آسمان پر اس جسم خاکی کا جانا محال ہے اور معاذ اللہ یہ لفظ لکھا ہے کہ آنحضرت اس جسم کثیف سے معراج کو نہین گئے بلکہ معراج کشفی و نومی تہا اور حضرت عایشہ رض کا قول لاتا ہے کہ وہ بھی جسمی معراج کی قایل نہ تھین۔ اور وجہ یہ ہے کہ آسمان پر کرہ نار یا زمہریر ہے خاکی جسم کا جانا محال ہے بلکہ بڑے پہاڑ و نیز جانے سے انسان نہین زندہ رہ سکتا ہے۔

رفع الجسم نہ بھی لے تب بھی ہمارا دعوی رفع مع الجسم کا اجماع سے ثابت ہے جیسا عنقریب بیان ہو چکا ہے۔ اور چونکہ لفظ رفع بمعنے رفع مع المادہ مین لغۃً مستعمل ہے اسلیئے نظیر کی حاجت نہین اور تبرعاً نظیر بھی پیش کرتے ہین۔ قال تعالی رفع السموات بغیر عمد وقال تعالی رفع سمکھا۔ حدیث صحیا مین ہے قالت عایشۃ وان کنا لنرفع الکراع اور حدیث صحیح مین ہے فرفعت امرۃ صبیاً دیکھیئے یہ سب اشیا مادی ہین جو مع المادہ مرفوع ہوئین۔

جواب ۷۔ گو نزول بھی دوسرے معانی مین حقیقۃً یا مجازاً مستعمل ہوتا ہے جسکا انکار نہین مگر نزول عیسی علیہ السلام کا یقیناً باعتبار معنے ظاہر متبادر کے ہے۔ اولاً حدیث مسلم مین ہے فینزل الی قولہ بین مہرودتین واضعا کفیہ علی اجنحۃ ملکین۔ اگر بقول منکر نزول من السما یہان پیدایش کے معنے لیئے جاوین تو استغفر اللہ حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ عیسی علیہ السلام دو رنگین کپڑے پہنے دو فرشتون کے کندہون پر ہاتھ رکھے ہوئے پیدا ہونگے۔ اول تو یہ مطلب کیسا مہمل ہے پھر افسوس کہ مدعی مسیحیت مین یہ صفت بھی نہین پائی جاتی پس حدیث کے قراین معنے متبادر کے تعین کر رہے ہین دوسرے اس معنے پر اجماع بھی ہے۔

جواب ۸۔ بلاشک جا سکتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص محال کہے تو اوس سے پوچھنا چاہیئے کہ یہ محال عقلی ہے یا شرعی ہے یا عادی ہے۔ اگر محال عقلی یا شرعی ہے تو دلیل لانا چاہیئے۔ کونسی دلیل عقلی

قول مرزا - مسیح کا آنا محال ہے کیونکہ اگر وہ بحالت نبوت آئے تو خاتم النبیین کی آیت کا نقض ہے اگر بلا نبوت آئے تو اونسے کیا قصور ہوا ہے کہ نبوت سے معزول ہو گئے -

نے اسکی نفی کی ہے ؟ کونسی دلیل شرعی اسکا انکار کر رہی ہے ؟ - انشاء اللہ تعالی قیامت تک کوئی دلیل اسپر قایم نہ ہو سکے گی - اور اگر محال عادی ہے تو مسلم مگر یہ مفید نہین کیونکہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جب کسی امر کا امکان عقل سے ثابت ہو اور دلیل شرعی اوسکے وقوع کی خبر دے اوسکا اعتقاد واجب ہے چنانچہ یہ امر بہت ہی ظاہر ہے پس جب اسمین کوئی استحالہ عقلی ہے نہین اور دلیل شرعی اوسکا اثبات کر رہی ہے تو واجب ہو گا کہ اسکو خرق عادت قرار دیکر اسکا اعتقاد کیا جاوے - اور ممکنات عقلیہ کی نسبت ان اللہ علی کل شئی قدیر عقیدہ قطعیہ ہے - بلکہ مین ترقی کر کے کہتا ہون کہ یہان ممکن ہے کہ کوئی مانع عادی طبعی بھی ہو کیونکہ یہ امر مشاہدہ سے ثابت ہے کہ اگر آگ یا مثل اوسکے کسی تیز چیز کے اندر سے بہت جلدی سے اونگلی کو بار بار نکالین تو کوئی صدمہ نہین پہونچتا - اور فلسفہ مین یہ طے ہو چکا ہے کہ سرعت حرکت کی کوئی حد نہین پس ممکن ہے کہ جسم محمدی و جسم عیسوی علیہما السلام کو کرہ زمہریر و کرہ نار کے اندر سے نہایت سرعت و عجلت کے ساتھ نکال کر آسمان پر پہونچا دیا ہو اور بوجہ سرعت جسم کو کوئی گزند نہ پہونچا ہو - تو اسمین کیا استبعاد ہے اور بڑی بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالی محال عادی پر قادر ہین - جو چاہین واقع کر دین زمہریر اور نار سب اونکے مسخر اور محکوم ہین - جب اسکا امکان ثابت ہو گیا تو بلندی کشتی نوح کے تحقیق کی کچھہ حاجت نہین - اور قول حضرت عایشہ کا یا بمقابلہ دیگر روایات صحیحہ مرجوح ہے یا تعدد واقعہ پر محمول ہے - اور صریح دلیل معراج کے جسمانی ہونیکی یہ ہے کہ منکرین نے اسکی کس شدت سے تکذیب کی - اگر روحانی دنومی ہوتی استعجاب و استبعاد کی کوئی وجہ نہ تھی پھر حضور خود فرما دیتے کہ اسمین استبعاد کیا ہے یہ تو نومی و روحانی ہے -

جواب - اس دعاکی تو تحقیق نہین نہ تحقیق کی حاجت مگر حضرت عیسی علیہ السلام کا تابع شرع محمدی ہو کر تشریف لانا یقینی ہے - اور اسمین نہ ختم نبوۃ مین قدح لازم آتا ہے نہ حضرت عیسیٰ کا نبوت سے معزول ہونا لازم آتا ہے کیونکہ وہ اوسوقت نبی بھی ہونگے اور تابع دوسرے نبی یعنی ہمارے

قول ۵ مرزا - کہ آیت وان من اہل الکتاب الا لیومنن بہ قبل موتہ مین ہر دو ضمایر ہ مین ایک ضمیر اول مین قرآن شریف یا آنحضرت مراد ہین - اور ضمیر دوم مین ایک کتابی چنانچہ تفاسیر مین لکھا ہے کہ ہر ایک کتابی بوقت موت خود مسیح پر ایمان لے آتا ہے - پس ضمیر ہ کی مسیح کیطرف پھیرنا اور قیامت کو صیغہ مستقبل لانا غلطی ہے -

قول ۶ مرزا - آیت قد خلت من قبلہ الرسل صاف دلالت وفات مسیح ہے کیونکہ لفظ خلا بمعنے موت ہے اگر گذرنا معنے لئے جاوین تو وہ گذرنا مراد ہے جو پھر واپس نہ آوے - جیسا کہ عرنا ہے کہ پھر کوئی نہین آیا -

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی ہونگے جسطرح حضرت ہارون علیہ السلام خود بھی نبی تھے اور شریعت مین حضرت موسی علیہ السلام کے تابع تھے اور پھر بھی تابع ہونیسے معزول ہونا لازم نہین آیا - البتہ اگر حضرت عیسیٰ اوسوقت خود صاحب شریعت مستقلہ ہوتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا منسوخ ہونا اور اگر حضرت عیسی علیہ السلام کو اسیوقت نبوت عطا ہوتی پہلے زمانہ مین نبوة نہ مل چکتی تو حضور صلعم پر نبوة کا ختم نہ ہونا بے شک لازم آتا - مگر جب ایسا نہین ہے بلکہ ایک ایسے نبی جنکو حضور کے زمانہ سے پہلے نبوة مل چکی ہے حضور کے تابع شرع ہوکر آوینگے تو اس صورت مین نہ حضور کی ابدیتہ شریعت مین کوئی خلل ہوا اور نہ ختم نبوة مین کوئی قدح ہوا - اور اگر صرف اتباع کا نام معزولی ہو تو حدیث مین صاف تصریح ہے لوکان موسی حیا لما وسعہ الا اتباعی اس بنا پر معنے حدیث کے یہ ہونا چاہئے کہ اگر موسی علیہ السلام میری وقت مین زندہ ہوتے تو نبوت سے معزول ہوجاتے پس یہی سوال ہم کرتے ہین کہ اس صورت مین حضرت موسی علیہ السلام کی کیا خطا تھی جو وہ نبوت سے معزول کردے جاتے -

جواب ۵ - اس ضمیر مین کئی قول ہین چونکہ ہمارا مدار استدلال اسپر نہین ہے اسلئے ہماری طرف سے گنجایش ہے جس قول کو چاہے کوئی اختیار کرلے ہمارا کچھہ ضرر نہین - اگر حضرت عیسیٰ کیطرف ضمیر راجع ہو تب تو ظاہر ہے کہ ہمکو مفید ہی اور اگر کتابی کیطرف ہو تو حیات و موت عیسی اس آیت مین مسکوت عنہا ہوگی - سو ہمارے پاس دوسرے دلایل موجود ہین - اسلئے ایک جگہ مسکوت عنہا

جواب ۶ - خلا بمعنے مطلق مضے ہے - نہ حیات اسکے مفہوم کا جزو ہے نہ موت - قرینہ مقام سے جیسے مُضئے

قول ۱۱ مرزا - مجمع بحار الانوار صفحہ ۲۸۶ مین قول مالک مات بحق مسیح لکھا ہے اور امام ابن قیم اور ابن تیمیہ مسیح کی وفات کے قائل ہین -

قول ۱۲ مرزا - قرآن شریف مین ۲۳ جگہ وفات یعنی توفی بمعنے موت ہے اور انی متوفیک مین صاف ظاہر ہے کہ معنے مین مار دونگا تحریر ہے - نہ مرفوع لینا ہے - اور کہین قرآن یا حدیث یا قول صحابہ یا محاورہ عرب مین توفی بمعنی لینا نہین ہے - کیونکہ جہان خدا فاعل اور ذی روح مفعول اور فعل توفی ہووے وہان صرف قبض روح اور جسم بیکار چھوڑ دینا ہے - ایسے موقع پر کہین سوائے قبض روح اور مراد نہین ہے -

مناسب ہوگی مراد لیجاویگی - خواہ وہ معنی بالموت ہو یا مع الحیوۃ - پس خلت کو بالتعیین بمعنے ماتت لینے کی کوئی دلیل نہین - رہا یہ کہ کوئی ایسی نظیر ہو جسمین حیات کے ساتھ استعمال خلت کا آیا ہو - جواب سوال ششم مین اسکا جواب ہو چکا ہے کہ بعد اثبات حجت استعمال کے نظیر پیش کرنیکی حاجت نہین - مگر ہم تبرعاً نظیر بھی پیش کرتے ہین - قال اللہ تعالی وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر - فے الصراح ای مضی و ارسل گو دلیل خارجی سے نذیر کا میت ہونا معلوم ہوا ہے مگر جو مقصود ہے اس کلام سے کہ کوئی امت بلا نذیر نہین رہی جیسا کہ صاحب صراح نے معنی کی تفسیر ارسل سے کر کے اسکی تصریح کر دی اوس مقصود مین خلا کا صدق حیوۃ فاعل خلا کی ساتھ ہوا ہے کیونکہ حالت موت مین مرسل ہونیکے کوئی معنے نہین جیسا ظاہر ہے - ورنہ آیت کے یہ معنے ہونگے کہ جتنی امتین ہوئی ہین سب مین ایک ایک نذیر مر چکا ہے سو اسکا مخالف مقصود قرآنی ہونا ظاہر ہے اور اگر قد خلت کو بمعنے قد ماتت ہی لے لیا جائے تب بھی منکر رفع جسمانی کو مفید نہین کیونکہ موت اور رفع الجسم مین منافاۃ نہ ہونا اوپر محقق ہو چکا ہے -

جواب ۱۱ - ہمکو تحقیق حوالہ و تحقیق مذہب ابن تیمیہ و ابن القیم کی حاجت نہین کیونکہ تسلیم موت مین بھی منکر رفع جسمانی کو کوئی نفع نہین جیسا کئی بار گذر چکا - اور اگر کسی کے کلام مین رفع جسمانی کی نفی مصرح ہو بوجہ خلاف اجماع ہونیکے قابل قبول نہین -

جواب ۱۲ - جب آیت ہو الذی یتوفاکم مین غیر موت مین استعمال ثابت ہے تو اور نظائر کی کیا ضرورت ہے ورنہ مثل اس نظیر کے اور نظائر کے بعد بھی یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان سب نظائر کے سوا اور کوئی نظیر بھی ہے

قول مرزا [١٥] - آیت فیہا تحیون وفیہا تموتون ومنہا تخرجون سے صاف مراد ہے کہ انسان زمین ہی پر رہیگا نہ آسمان پر - اگر آسمان پر مسیح کا جانا مانا جاوے تو یہ آیت مخالف ہے -

قول مرزا [١٦] - آیت اوصانی بالصلوۃ والزکوۃ - وکانا یاکلان الطعام وغیرہ مین صاف ہی کہ انسان بلا غذا نہین رہ سکتا ہے - پس مسیح آسمان پر کسطرح قایم ہوگئے اور زکوۃ آسمان پر کسکو دیتے ہونگے -

بلکہ مین کہتا ہون کہ بعد اثبات صحت استعمال کے ایک نظیر کی بھی حاجت نہین ہے اور صحت استعمال لغت سے ثابت ہے - توفی کے معنے تمام گرفتن حق لکہا ہے - نیز مجمع البحار مین ہے متوفیک ورافعک علی التقدم والتاخر وقد یکون الوفاۃ قبضا لیس بموت -

جواب [١٣] - اگر دلیل حصر بجز تقدیم معمول کے اور کچہہ ہے تو ظاہر کرنا چاہئے اور اگر معمول کی تقدیم دلیل ہے تو استدلال غلط ہے کیونکہ تقدیم کے اور فواید بھی اہل بلاغت نے ذکر کئے ہین پس اسکی کیا دلیل ہے کہ یہان حصر کے لئے ہی ممکن ہے اور بلکہ واقعی یہی ہے کہ یہان تقدیم اہتمام شان کے لئے ہے - چونکہ مقام ذکر معاملہ حضرت آدم علیہ السلام کا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ تمہارے لئے جزاے اکل شجرہ مین ملکوت سے بعد ہوگیا اور بجاے اسکے زمین سے تعلق وتلبس ہوگیا - پس اسمقام پر مناسب تہا کہ زمین کے ذکر کو مقدم کیا جاتا حیوۃ مین بھی موت مین بھی دوبارہ خروج مین بھی تا کہ جمیع احوال مین تلبس بالارض موکد ہو جاوے - پس اسکو حصر پر کوئی دلالت نہین اور قرآن مجید مین ایسی تقدیم بہت مواقع پر ہے قال اللہ تعالی ان اللہ بما تعملون بصیر - اور ظاہر ہے کہ یہان حصر کے معنی محض باطل ہین ورنہ لازم آویگا کہ اللہ تعالی غیر اعمال مخاطبین پر بصیر نہون - نعوذ باللہ منہ - پس جب حصر پر کوئی دلیل نہین پہر حصر پر کسی حکم کو مبنی کرنا کسطرح درست ہوگا - بلکہ ترقی کرکے کہتا ہون کہ آیہ فیہا تحیون مین اگر حصر مانا جاوے تو لازم آتا ہے کہ انسانکی حیوۃ جنت مین بھی نہو سکے کیونکہ جنت زمین سے خارج ہے - حالانکہ اسکا کوئی قائل نہین ہوسکتا اگر کہا جاوے کہ اس حصر سے زمان آخرت مستثنی ہے ہم کہینگے کہ مکان آخرت بھی مستثنی ہے - آسمان مکان آخرت مین داخل ہے پس جو شخص مکان آخرۃ مین ہو اوسکی حیات غیر ارض پر ہو سکتی ہے - اور یہی جواب ہے ولکم فی الارض مستقر سے استدلال کرنیکا - مزید برآن یہ ہے کہ اگر فی الارض کی تقدیم حصر کیلئے ہے تو لکم کی تقدیم بھی مفید حصر ہونا چاہئے جس سے یہ لازم آویگا آپکا کہ بجز انسان کے

جواب [١٧] - زکوۃ سے مراد اگر یہی زکوۃ بالمعنے المشہور ہو تب بھی کچہہ اشکال نہین - رہا یہ شبہ کہ آسمان پر کسکو دیتے ہونگے

ے اور کوئی مخلوق زمین پر نہین رہتی اور بطلان اسکا ظاہر ہے -

محض باور ہوا ہے - کیونکہ زمین پر رہتے بھی یہ حکم ایسا نہین جو کسی عارض سے ساقط ہو جاوے - مثلاً مامور بالزکوۃ کے پاس مال نہ رہے اب وہ مامور نہ رہیگا یا اور کوئی امر مانع وجوب پایا جاوے وجوب نرہیگا - پس ہم کہہ سکتے ہین کہ منجملہ شرائط وجوب زکوۃ کے یہ بھی ہے کہ وہ شخص زمین پر رہتا ہو اور مالدار ہو چونکہ حضرت عیسی علیہ السلام آسمان پر تشریف لیگئے اور وہان اونکے پاس مال بھی نہین اسلئے شرط وجوب مفقود ہوگی - پس مشروط یعنی وجوب بھی ساقط ہو گیا پس اوصانی بالزکوۃ کے معنے یہ ہونگے اوصانی بشرط اجتماع الشرائط و ارتفاع الموانع جیسا کہ جمیع احکام مین بالاجماع یہی دونون قیدین معتبر ہوتی ہین اور حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ پر زکوۃ واجب ہونے نہونیکی تحقیق کی حاجت نہین اگر اونپر واجب ہونا ثابت بھی ہو جاوے تو اوصانی بالزکوۃ کے معنے ہونگے اوصانی یان آمر امتی بالزکوۃ رہا کانا یا کلان الطعام سے یہ استدلال کرنا کہ بلا غذا انسان زندہ نہین رہ سکتا اور اس سے حیوۃ عیسویہ کو آسمان پر ممتنع کہنا نہایت ہی غلطی ہے - اس آیت مین صرف اونکے اکل طعام سے اونکے ابطال الوہیت پر استدلال کیا ہی جسکا عمر بہر مین ایک بار بھی متحقق ہو جانا استدلال کے لئے کافی ہے کیونکہ اکل طعام دلیل احتیاج کی ہے اور وہ دلیل حدوث کی ہے اور وہ منافی ہے وجوب کے جو الوہیت کے لئے لازم ہے - اور ظاہر ہے کہ ایک بار کے اکل طعام سے بھی حدوث ثابت ہو جاویگا اور حادث کا واجب بالذات ہونا ممکن ہی نہین - اسلئے ایک فرد بھی اکل طعام کی استدلال کے لئے کافی ہو گی - یہ حاصل ہے آیت کا پس مقصود آیت کا جب ایک بار کے اکل طعام سے بھی حاصل ہو سکتا ہے تو دوام اکل طعام پر آیت کی دلالت کہان ہی جب آیتہ دوام اکل طعام پر دلالت نہین کرتی تو ضرورت اکل طعام پر تو کب دلالت کر سکتی ہے - جیسا کہ عقلا پر ظاہر ہے پہر آیت سے امتناع حیوۃ بدون غذا کا حکم کرنا جو موقوف ہے اثبات ضرورت اکل طعام پر کب صحیح ہو گا - پس یہ دعوی محض غلط ہوا کہ آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ بلا غذا انسان زندہ نہین رہ سکتا دوسرے کانا دوام کے لئے ضروری الدلالۃ بھی نہین جیسا اہل عربیۃ پر ظاہر ہے تیسرے یہ کہ اگر دوام کے لئے مان بھی لیا جاوے تو باعتبار زمان ماضی کے اور اوسمین بھی زمان سکونت ارض کے اعتبار سے دوام ہو سکتا ہے پس آسمان پر غذا کی ضرورت یا دوام کی کیا دلیل ہے - رہا اگر کوئی آیت سے قطع نظر

قول مرزا - مرزا کہتا ہے کہ مسیح فوت ہو گئے - اور جو فوت ہوجاتا ہے وہ پھر واپس نہین آتا - یہ سنت اللہ ہے - غیر متغیر و متبدل اور حضرت عزیر علیہ السلام کا زندہ ہونا واقعی نہ تھا - اور دیگر مردمان کا زندہ ہونا مراد وہان موت سے غشی ہے - نہ حقیقی موت -

کرکے باعتبار اقتضائے مزاج انسانی کے دعوی کرے کہ بدون غذا کے حیوۃ ممتنع ہے تو جواب دیا جاویگا کہ یہ ظاہر ہے کہ یہ امتناع عقلی یا شرعی تو ہے نہین صرف عادی ہے سو اللہ تعالی کو ہر طرحکی قدرت ہے ممکن ہے کہ اللہ تعالی اقتضاء مزاج کو بدل ڈالین کہ غذا کی حاجت نہ رہے دنیا مین جب ایک ملک سے دوسرے ملک مین جا کر بعض مقتضیات مزاجیہ بدل جاتے ہین تو آسمان و زمین کے خواص مین تو بہت فرق ہونا ممکن ہے چنانچہ قتادہ کا قول روح المعانی مین منقول ہے رفع اللہ تعالی عیسیٰ فکساہ الریش والبسہ النور وقطع عنہ لذۃ المطعم والمشرب فطار مع الملائکۃ بلکہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ خروج دجال مین اہل ایمان کو کل کو یا بعض کو بجائے غذا کے صرف ذکر اللہ کافی ہوجایا کریگا مشکوۃ مین ہے قال صلعم یجزئہم ما یجزی اہل السماء من التسبیح والتقدیس اور اگر بدون غذا کے زندہ رہنا سمجھ مین نہین آتا تو ہم کہین گے کہ کیا آسمان پر اللہ تعالی غذا نہین دے سکتے - اگر جنت کے میوے کہلا دیتے ہون تو کیا مشکل ہے -

جواب ۱۵ - جن قصص مین مردونکا زندہ ہونا قرآن مجید مین آیا ہے اون الفاظ کے حقیقی معنے تو یہی ہین کہ بے جان سے جاندار کردئے گئے موت کو غشی پر اور احیاء کو ازالہ غشی پر محمول کرنا مجاز ہے اور ظاہر ہے کہ جب تک حقیقی معنے کے تعذر کی کوئی وجہ ہو او سوقت تک مجاز پر حمل کرنا درست نہین - لہذا یہ تاویل یقیناً باطل ہے - اور اگر بلا دلیل ایسے احتمالات کا اعتبار کیا جاوے تو حشر و نشر مین بھی ایسی تاویلین ہو سکتی ہین - جیسا ملحدین نے کہا ہے - پس جیسا ملحدین کے شبہ کو اوسی قاعدہ اصالۃ معنے حقیقی سے باطل کیا جاتا ہے تو اوسی قاعدہ پر یہان بھی عمل ضروری ہے - کیونکہ دونون جگہ لفظ احیاء اور اماتۃ آیا ہے - البتہ جہان کوئی دلیل ترک معنے حقیقی کی ہو وہان مجاز لینے مین کسی کو کلام نہین لیکن جہان کوئی قرینہ مانعہ معنے حقیقی سے نہو وہان کوئی وجہ نہین کہ معنے مجازی لے جاوین

قول مرزا ۱۹ - مسلم کی حدیث ہے کہ آنحضرت نے فرمایا کہ اسوقت سے سو برس کے اندر جسقدر نفوس زندہ ہین وہ مرجاوینگے - اگر بقول مسلمانان مسیح زندہ بھی تھے تو اس حدیث سے مر گئے -

اگر یہ کہا جاوے کہ یہان دلیل قایم ہے معنے حقیقی نہ لینے کی وہ یہ کہ سنت اللہ جاری ہے کہ مر کر کوئی زندہ نہین ہوتا ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا ہم کہتے ہین کہ اگر سنت اللہ کی تبدیل کے یہ معنے ہون تو پھر قیامت مین مردونکو زندہ کرنا تو سب سے بڑھکر سنت اللہ کی تبدیل ہے کیونکہ اوسکی قبل تک تو یہی سنت چلی آتی تھی کہ سب مردہ تھے بلکہ قبل قیام ساعت تو یہ سنت اسقدر پرانی نہین ہوئی جسقدر قیام ساعت تک پرانی ہوجاویگی - پس اگر اوس روز اس سنت اقدم کی تبدیل ہوگی تو اسوقت تو اقدم بھی نہین ہوئی - صرف سنت قدیمہ ہی کی تبدیل ہے - جب اقدم مین تبدیل جایز ہے تو قدیمہ مین تو بدرجہ اولی جایز جاننا چاہیے - اور لیجیے عالم اہل حق کے نزدیک حادث بالزمان ہے قبل حدوث ایک غیر متناہی مدت اسپر عدم کی گذر گئی - اور یہ معدوم رکھنا سنت اللہ تہا پس عالم کو پیدا کرکے اس سنت اللہ کو کیسے بدل دیا گیا - اور پھر پیدا کرنیکے بعد جب اسکا وجود مظہر سنت اللہ ہوگیا پھر موت مسلط کرکے اس سنت کو کیسے بدل دیا جاتا ہے - غرض یہ چند بار تبدیل سنت اللہ کیسے واقع ہوا - اسپر اگر یون کہا جاوے کہ یہ مجموعہ حالات کا من حیث المجموع سنت اللہ ہے اور اسمین تبدیل نہین ہوئی ہم کہینگے اسی طرح اکثر مُردونکو دنیا مین زندہ نہ کرنا اور کسی کسی مردے کو زندہ کردینا یہ مجموعہ بھی سنت اللہ ہے - پس کسی کسی کا زندہ کرنا موجب تبدیل سنت اللہ نہین ہوا - اصل یہ ہے کہ آیت کے یہ معنے ہی نہین کہ ہم خود بھی اپنے طریقہ کو نہین بدلتے بلکہ مطلب یہ ہے کہ کوئی اور شخص اتنی قدرت نہین رکہتا کہ ہمارے طریقہ کو بدل سکے - جیسے ارشاد ہوا ہے لامبدل لکلماتہ اور اگر تبدیل کا فاعل اللہ تعالی ہی کو مانا جاوے تو سنت سے مراد سنت قولیہ یعنی وعدہ قولی ہے اوسمین وہ خود بھی تبدیل نہین فرماتے اور اس تمامتر تقریر کی اوسوقت ضرورت ہے جب وفات مسیح علیہ السلام کو مان لیا جاوے اور ابھی اسمین گنجایش کلام ہے جیسا تفسیر متوفیک کے ضمن مین معلوم ہوا ہے -

جواب ۱۹ - یہ حدیث اہل ارض کے باب مین ہے نہ کہ اہل سماء کے بارہ مین چنانچہ حدیث مین علی

قول۱۷ مرزا- حدیث مین ہے کہ میری امت کی عمر بہت کم ہوگی اگر بقول مولویان مسیح زندہ ہین تو اسوقت دو ہزار برس کی اونکی عمر ہوگی اور یہ خلاف ہے۔ کیونکہ مسلمان مسیح کو اُمتی بھی آنحضرت کا مانتے ہین۔

ظہر الارض کی قید صاف مذکور ہے۔ اور اہل ارض مین سے بھی باعتبار اکثر کے فرمایا ہے ورنہ خود ابلیس بھی ایک نفس منفوسہ ہے۔ اور اب تک زندہ ہے۔ مقصود اصلی اس حدیث کا یہ فرمانا ہے کہ ایک صدی کے بعد یہ قرن گذر کر دوسرا قرن لگ جاویگا اور زمانہ کا نیا رنگ ہوجاویگا گو بعض لوگ اوس قرن کے زندہ بھی رہین چنانچہ راوی حدیث ابن عمر نے خود یہی تفسیر کی ہے رواہ البخاری پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ وقت ارشاد اس حدیث کے اہل سما مین سے ہین اسلئے وہ اس حدیث مین داخل ہی نہیں۔ اور اگر زبردستی باعتبار ما کان کے اونکو علی ظہر الارض مانا جاوے تو دوسرا جواب دیدیا جاوے گا کہ یہ حدیث باعتبار اکثر کے ہے۔ نہ باعتبار کل کے اور بعد ان جوابون کے حیات خضر علیہ السلام و اصحاب کہف و قصص جن کی تحقیق کی حاجت نہین کیونکہ یہ سب نظائر ہونگے اور ہر واقعہ کے لئے اگر نظیر کی ضرورت ہو تو وہ نظیر بھی ایک واقعہ ہوگا اس قاعدہ کے موافق اوسکے لئے ایک اور نظیر چاہیئے۔ اسیطرح اوسمین بھی کلام ہوگا۔ پس یا تو سلسلہ کہین ختم نہوگا تو تسلسل محال لازم آویگا اور اگر کہین ختم ہوگا تو وہ واقعہ بلا نظیر مان لیا جاویگا تو وہ قاعدہ غلط ہوگا۔

جواب۱۷- اس قسم کی حدیثون مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام داخل نہین ہوسکتے۔ کیونکہ اس ارشاد کے وقت وہ حضور کی امتہ مین داخل نہین ہوئے جو اس حدیث مین داخل کئے جاوین۔ اور جب امتی ہوکر تشریف لاوینگے تو بمقتضائے ان احادیث کے معمولی عمر کے بعد وفات فرماجاوینگے۔ دوسرے یہ حکم باعتبار اکثر کے ہے کیونکہ بعض روایات مین مابین ستین الی سبعین آیا ہے حالانکہ مشاہدہ ہے کہ بعض امتیون کی عمر اس مدت سے بہت زیادہ زیادہ ہوتی ہی بہرحال ان احادیث سے حضرت عیسیٰؑ کی وفات کا اثبات سخت مغالطہ ہے۔

قول مرزا - کہ نبی کے معنے خبر دہندہ ہے - اور وحی اور وہ خبر بھی سوائے انبیاء کے نازل ہوتی ہے پس باب وحی و نبوت من کل الوجوہ بند نہیں ہوا - البتہ نبی صاحب شریعت کا خاتمہ ہے - بطور ظلیت محمدی کے جزوی نبی اس امت مین ہوتے رہینگے فقط -

اب ان امور بالا کے متعلق کچھ کچھ امور قابل دریافت ہین

قول اول - آیت واو ینٰھما کی زیر تفسیر کیا مقام ہے - اور قول فیصل کس جگہ کا ہے اور حضرت مریم علیہا الصلوۃ والسلام کی قبر کہان ہے - کسی تواریخ اہل اسلام یا نصاری سے -

دوم - کیا بعد پیدایش حضرت مسیح علیہ السلام کے حضرت مریم کا نکاح ہوا - اور یہ جو مشہور ہے کہ آنحضرت کا نکاح قیامت کو حضرت مریم کو اریسی ہوگیہ یہ صحیح ہے تفسیر حسینی مین زیر آیت ثیبات پارہ ۲۸ مین لکھا ہے -

سوم - قول عبد اللہ بن عباس کی کیا توجیہ ہے - یہان ممیتک سے کیا مراد ہے - اور حضرت کا فرمانا کما قال صیغہ ماضی سے - مراد مضارع ہے یا کیا؟ اگر اوسکو مستقبل مانا جاوے تو کس توجیہ سے اور بخاری رح کا مذہب بقول مرزا کہان تک صحیح ہے؟ حیات ممات مسیح مین - امید کہ اقوال بخاری رح کے حیات وصعود و نزول مسیح مین تحریر فرماوین -

چہارم - بعثت و نبوت ووحی کی کیا تعریف شرعی ہے - اور آنحضرت کس امر کے خاتم ہین - کیا کسی اکابر سلف خلف نے دعوی نبوت کیا ہے -

پنجم - رفع کے شرعی و لغوی کیا معنے ہین؟ کیا کہین عزت کی موت بھی ہے - اگر کوئی نظیر کسی مادہ وارث کا اوٹھانا ہوے تحریر فرمائے - اور حضرت ادریس علیہ السلام کے رفع اور حیات بالجسم فی السماء اور نزول من السماء کا قصہ صحیح کیا ہے - حوالہ صحیح سے تحریر فرماوین شاید فصوص الحکم وغیرہ مین ہو یا کسی تفسیر معتبر مین -

ششم - لفظ نزول کے لغوی و اصطلاحی کیا معنے ہین؟

جواب - اسکی تحقیق جواب سوال چہارم مین گذر چکی - یہ اٹھارہ سوال جنکے جواب یہانتک

ہفتم - کیا خاکی جسم آسمان پر جاسکتا ہے یا نہین - ؟ اور بوقت طوفان نوح علیہ السلام کسقدر بلندی پر کشتی تھی - تاکہ معلوم ہوجاوے کہ باوجود اسقدر بلندی کے لوگ زندہ رہے -

ہشتم - سنا ہے کہ حضرت مسیح عؑ نے دعا کی تھی کہ مین امت محمدیہ مین شمار کیا جاون - پس خدا نے اونکی دعا قبول کی اسیواسطے وہ قیامت مین آوینگے - یہ صحیح ہے یا کیا ؟ اور نزول مسیح مین اسکا عمدہ جواب ہے -

۹ نہم - آیت وان من اہل الکتاب مین ضمایر ہ کے کسطرف راجع ہین اور کثرت کس قول کیطرف ہے -

۱۰ دہم - کوئی نظیر قرآن یا حدیث لفظ خلا پر ایسی ہووے جسکے معنے زندہ ہو وین -

۱۱ یازدہم - یہ حوالہ صحیح ہے تو کیا مراد ہے ؟ اور کون سے مالک ہین ؟ امام مالک صاحب موطا یا اور کوئی ؟ اور امام ابن قیم و ابن تیمیہ کیا قائل وفات مسیح ہین یا حیات و نزول مسیح کے ہر دو نظایر اگر قطعی نہین ہین تو تحریر فرمادین - تاکہ کذب معلوم ہووے -

۱۲ دوازدہم - سوائے آیات ہوالذی یتوفیکم باللیل واللہ یتوفی الانفس حین موتہا کے اور کوئی نظائر قرآنی واحادیث واقوال صحابہؓ سے ایسے ہی موقعہ پر کہ جہان خدا فاعل بندہ مفعول فعل توفی ہووے تحریر فرماوین -

۱۳ سیزدہم - اس آیت کا کیا مطلب ہے ؟ کیا ملئکہ کا قیام آسمان پر ہے اور پہر وہ زمین پر آتے ہین - اسکا ثبوت ؟ -

۱۴ چہاردہم - یہان زکوۃ سے مراد کیا ہے ؟ تزکیہ ہے یا کیا ؟ اور سنا ہے کہ انبیاء پر زکوۃ لینا دینا ضرور نہین ہے - یہ کہانتک صحیح ہے ؟ -

۱۵ پانزدہم - کیا یہ معجزات احیاء موتی نومی یا غشی کی حالت مین تھے جیسا کہ مرزا کہتا ہے -

۱۶ شانزدہم - اس حدیث مین ہے کہ سو برس تک سب مرجاوینگے - اس سے کیا مراد ہے ؟ آیا اب خضر علیہ السلام زندہ ہین یا نہین اور نیز اصحاب کہف زندہ ہین یا میت - اونکی زندگی کا

لکھے گئے مرزا صاحب کے اٹھارہ اقوال کے متعلق تھے - جو سوالات سے پہلے مذکور ہوچکے ہین -

حوالہ معتبر تحریر فرماوین۔ سُنا ہے کہ آنحضرت کے وقت کے بعض جنات بعض بزرگان کو مثل شاہ ولی اللہ صاحب مرحوم ملے ہین اگر صحیح ہے تو حوالہ فرماوین۔ یا اور کوئی نظیر صحیح ملے۔ اور نیز جنات کی عمر کے بابت اگر کہین قول ملے تو بہتر ہے۔

ہفدہم [۱۷] ۔ اس حدیث کا کیا مطلب ہے ؟

ہشتدہم [۱۸] ۔ ظلی نبوت و ظلی وحی کی بابت کیا تحقیق ہے فقط

نوزدہم [۱۹] ۔ اگر جناب کے پاس انجیل برنباس کی ہووے تو اوسمین سُنا ہے کہ حضرت مسیح کے زندہ آسمان پر جانے اور پہر آنے اور آنحضرت کی پیشین گوئی کا ذکر درج ہے یہ تحریر فرماوین۔

بستم [۲۰] ۔ آیت ان اراد ان یہلک المسیح بن مریم و امہ و من فی الارض جمیعا۔ مین صاف حیات مسیح نکلتی ہے۔ مگر لفظ امہ کی کیا توجیہ ہے ؟ کیونکہ نزول آیت کے وقت حضرت مریم علیہا السلام فوت شدہ تہین۔

بست و یکم [۲۱] ۔ سُنا ہے کہ محی الدین ابن عربی رح نے فتوحات مکیہ کے باب ۲۶ یا ۳۶ مین ایک حدیث ابن عمر رض سے ایک حواری مسیح کا قصہ صعود و نزول مسیح مین لکہا ہے اور وہی روایت کتاب ازالۃ الخفا حضرت شاہ ولی اللہ مین بہی ہے۔

انکی صحت تحریر فرمائے۔ کہ کہان ہے اور ازالۃ الخفا مین کیا عبارت ہے۔ اور سُنا ہے کہ محی الدین ابن عربی نے اس حدیث کی صحت کشفی طور پر کی ہے۔

ان کے علاوہ بارہ سوال اور اپنے طور پر کئے ہین یہان سے اونکے جوابات چلے ہین۔

جواب [۱۹] ۔ انجیل نہ میرے پاس ہے نہ بعد اقامت دلائل شرعیہ اوس سے تحقیق کرنیکی حاجت ہے۔

جواب [۲۰] ۔ ہمارا مدار استدلال یہ نہین لہذا اس غرض سے توجیہ کی حاجت نہین۔ گو تحقیق تفسیر کے مقام مین توجیہ کیجاوے جسکا ذکر کرنا یہان ضروری نہین۔

جواب [۲۱] ۔ مجہکو تحقیق نہین نہ تحقیق کی حاجت ع

فی طلعۃ الشمس ما یغنیک عن زحل

بست و دوم - بوقت وفات جناب سرور کائنات روحی فداہ حضرت عمرؓ نے فرمایا تھا کہ اگر کوئی شخص آن حضرت کو مردہ کہیگا مین مارونگا - اور فرماتے تھے کہ محمد صلعم نہین مرے بلکہ رفع کما رفع عیسی - یعنے حضرت مسیح کی طرح زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے - پھر حضرت صدیق اکبرؓ نے خطبہ پڑہا اور سمجھایا - یہ پورا قصہ کہان ہے اور یہ الفاظ رفع کما رفع عیسی ہین یا کیا الفاظ ہین

بست و سوم - حضرت مہدیؑ کا بعد اختلاف اسکے کہ وہ بنی ہاشم سے ہونگے یا کسی اور قوم سے قول فیصل اور اکثر کیا ہے -

بست و چہارم - مرزا لا مہدی الا عیسی - اماکم منکم کے احادیث سے کہتا ہے کہ مہدی کوئی نہین ہوگا فقط مسیح ہوگا چنانچہ مین مسیح ہون اسکی کیا عمدہ توجیہ ہے ؟ -

جواب - یہ الفاظ مجھکو یاد نہین - اگر ہون تو تشبیہ مطلق رفع مین ہے گو مشبہ مین رفع روحانی ہو اور مشبہ بہ مین رفع جسمانی مع الروح ہو - صحت تشبیہ کے لئے ادنی اشارکت کافی ہے - البتہ بخاری مین یہ الفاظ پیش نظر ہین ولیبعثنہ اللہ سوا اسمین کوئی امر قابل بحث ہی نہین

جواب - احادیث مین حضرت امام مہدی علیہ السلام کی نسبت من اہل بیتی و من عترتی و من اولاد فاطمۃ منصوص ہے - اس سے ظاہر ہے کہ وہ بنی ہاشم سے ہین -

جواب - چونکہ احادیث سے قطعی تغایر و تمائز حضرت عیسی علیہ السلام و حضرت مہدی علیہ السلام کا ثابت ہے اور نیز اجماع اسپر منعقد ہے اسلئے حدیث لا مہدی الا عیسی بالاجماع ماول ہے - علماء نے چند تاویلین ذکر کی ہین جو مناسب معلوم ہو اختیار کر لینا جایز ہے - میری نزدیک توجیہ حدیث کی یہ ہے کہ یہ ترکیب مستعمل ہوتی ہے کمال تشابہ کے لئے پس مطلب یہ ہے کہ ان دونون بزرگون مین باعتبار صفات کمال کے ایسا تشابہ ہوگا کہ گویا مہدی عین عیسی علیہ السلام کے ہین - جیسا کسیکا قول ہے شعر - من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری اور اماکم منکم مین امام سے مراد حضرت مہدی علیہ السلام ہین اور اس سے قبل اوس حدیث مین یہ ہے کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم اور اماکم منکم مبتدا و خبر

بست وپنجم[۲۵] - بخاری شریف مین عامر بن فہیرہ کا بیر معونہ کے دن مقتول ہونیکے بعد بجسد عنصری آسمان پر اُٹھ جانا درج ہے - ایک کتاب مین دیکھا ہے امید کہ اسکی صحت باب بخاری وغیرہ سے پتہ دین اور یہ بھی ثبوت دین کہ انسان کا آسمان پر جانا ممکن ہے یا نہین - کتاب شرح الصدور صفحہ ۲۱ کا حوالہ بھی لکھا ہے بابت خبیب بن عدی کے - چونکہ یہ ایک بڑا مجموعہ سوالات کا ہے اور مین بفضل خدا اور برکت سرور کائنات و علمائے شریعت سے اپنے عقاید اہل سنت حنفی المذہب پر بہت معتقد و قایم ہون لوگون کی چھیڑ چھاڑ اور بعض احباب کے بگڑ جانے اور بعض کے مستقیم رہنے کیوجہ سے یہ تکلیف حضور کو دی ہے - بخدا خدا ہی عالم ہے کہ یہ امر بطور بناوٹ اور خود غرضی کیوجہ سے نہین اگر حضور کل کا جواب تحریر فرماوینگے تب بھی مین جناب کا مشکور اور اگر بعض کا تب بھی حضور کا ممنون ہوں -

بست وششم[۲۶] - اور ایک امر یہ ہے کہ مرزا نے حضرت مسیحؑ اور حضرت حسین و علی رضہ کے اوپر طعن و تشنیع بہت کیا ہے اور آخر مین یہ فقرہ لکھدیتا ہے کہ مین تو اپنے عیسی کو جو نبی تھے

ملکر حال واقع ہوگا - اسمین توکوئی وجہ شبہ اتحاد کی بھی نہین بلکہ مطلب صاف ہے کہ عیسی علیہ السلام ایسی حالت مین آوینگے جبکہ تم مین مہدی بھی موجود ہونگے - غرض کسی حدیث سے دونون کا ایک ہونا ثابت نہین رہا اپنی نسبت دعوے کرنا اسکے متعلق خاتمہ ملاحظہ کیا جاوے -

جواب[۲۵] - بخاری جلد ثانی صفحہ ۵۸۰ مین اوس قصہ کے یہ الفاظ ہین قال لقد رایتہ بعد ماقتل رفع الی السماء حتی انی لانظر الی السماء بینہ وبین الارض ثم وضع اسمین رفع مع الجسم کی تصریح ہے اور شرح الصدور میرے پاس نہین ہے نہ اوسمین تحقیق کرنیکی حاجت اور ممکنات کے ثبوت کا قاعدہ و طریقہ جواب ہفتم مین مذکور ہوچکا ہے - اور استحالہ کسی دلیل سے ثابت نہین -

جواب[۲۶] - گو مناظرین کی ایسی عادت ہے مگر قرآن مجید کی ایک آیت کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر قبیح ہے - وہ آیت یہ ہے لقد سمع اللہ قول الذین قالوا ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء اسکا شان نزول مفسرین مین مشہور ہے کہ حضور صلعم نے صدقات کی ترغیب فرمائی تھی جسپر یہود نے

یا حضرت حسین و علی رض کو جو ہمارے زین نہین کہا ہے - بلکہ عیسائیون کے مسیح کو جسنے خدائی کا
دعوی کیا ہے اور جسکا قرآن مین ذکر نہین ہے کہا ہے اور شیعون کے حسن اور علی کو کہا ہے -
چونکہ عیسائیون نے ہمارے حضرت کو اور شیعون نے ہمارے خلفاء ثلثہ کو بہت برا کہا ہے اسوجہ
سے ہمنے بھی اونکے مسلمہ و موضوعہ بصفات موصوفہ بخیال اونکے کو کہا ہے - آیا ایسا پیرایہ اور
حیلہ کر کے حضرت حسین و مسیح و علی علیہم السلام پر کسقدر حملہ جایز ہے - یا قطعی ناجایز ہے اگر
کوئی الزام اونپر دیا جاوے تو اوسکی کیا صورت ہے - بعض لوگ کہتے ہین کہ عیسائیون کے
مقابلہ مین بحق مسیح ع علماء سلف و خلف نے ایسا حملہ کیا ہے - اور علماء اہل سنت نے بمقابلہ
شیعان کے برتاؤ کیا ہے - یہ کہانتک صحیح ہے -

بست و ہفتم - چونکہ بعض اوقات بعض مسلمان کہدیا کرتے ہین کہ مرزا کلمہ گو ہے اوسکو برا کہو
اور خاصکر صوفی المشرب مین - تو برا کسیکو کہنا ہی نہین آیا ہے - اسمین حضور کی کیا راے ہے ؟

یہ بات بھی یقینی ہے کہ اونکا یہ عقیدہ نہ تھا بلکہ محض الزام کے طور پر کہا تھا کہ حضور کی ترغیب سے
(نعوذ باللہ) اللہ تعالی کا حاجت مند ہونا لازم آتا ہے - مگر انہون نے اس قضیہ شرطیہ کو سورۃ
حلیہ مین کہا اللہ تعالی نے اسکی تقبیح فرمائی - گو اونکا بطور قضیہ شرطیہ کے کہنا بھی بوجہ لزوم تکذیب
حضور صلعم کے قابل تقبیح کے ہے - مگر اس مقام پر اسکا ذکر نہین فرمایا - صرف امر اول کی تقبیح پر اکتفا
فرمایا - اس سے معلوم ہوا کہ اس طرح کا پیرایہ قبیح ہے - اگر کسی نے ایسا کیا اوسکی تاویل کرینگے
کہ مقصود الزام ہے اور کہین گے کہ انہون نے آیت مین غور نہین کیا ہوگا - اور خاصکر جب
یہ کہنا مخالفین کی زبان سے اپنے بزرگون کو برا بھلا کہلانے کا سبب بن جاوے اوس صورت
مین تو دوسری وجہ سے بھی ممنوع ہونیکی پائی جاویگی - قال تعالی ولا تسبوا الذین یدعون من دون
اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم - اور سلف کے کلام مین ایسے عنوانات نظر سے نہین گذرے -

جواب - بلا ضرورت تو کسیکو برا بھلا کہنا واقعی برا ہے گو وہ شخص برا ہی کیون نہو لیکن جہان
بندگان خدا کے دین اور عقیدہ کی حفاظت مقصود ہو ایسے وقت واجب ہے کہ جس شخص کی وجہ سے

کیونکہ مرزا مدعی نبوت و رسالت و مہدیت و مسیحیت وغیرہ کا ہے۔ اور ظاہرا اہانت انبیاء و علماء کی کرتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ پس ایسے شخص کی نسبت کیا حکم ہے۔ علماء کی مہر اسکے ضال و مضل و بعض بکفر وغیرہ ثبت ہیں۔ امید کہ مفصل جواب نمبروار سے مشرف فرماویں اور جس کتاب کا حوالہ دیں باب یا فصل سے مطلع فرماویں۔ چونکہ مرزا بخاری شریف پر اور قول ممیتک حضرت ابن عباس پر بہت ناز کرتا ہے۔ اگر زیادہ تر حوالہ بخاری شریف اور حضرت عبد اللہ ابن عباس کا حوالہ دیں تو عمدہ ہے۔ اور اکابر علماء جیسے محی الدین ابن عربی یا جلال الدین سیوطی اور خصوصاً حضرت امام مالک کی بابت اگر کہیں اقوال ہوویں تو ضرور تحریر فرماویں یا اصحاب مالک سے حوالہ دیں۔ اور مجمع البحار کی عبارت سے تسلی بخشیں۔ حضور کے جواب کا بندہ منتظر رہونگا۔ اگر کاغذات جواب زیادہ ہو جاویں تو بیرنگ ارسال فرماویں۔ یا جو صورت ہووے۔ زیادہ والسلام۔ خدا حضور کو سلامت با کرامت رکھے۔ امیدوار رہتا ہوں کہ جناب بندہ کو محروم نہ رکھیں گے۔ بندہ خاکسار کرم خان نائب محافظ دفتر فارسی صاحب ڈپٹی کمشنر انبالہ۔ شہر انبالہ محلہ نیا بانس ۲۲۔ فروری ۱۹۰۶ء۔ مکرر آنکہ۔

دین میں فتنہ ہوتا ہو اوسکی غلطیوں کو مسلمانوں پر ظاہر کرے البتہ سب و شتم فضول حرکت ہے قال اللہ تعالی و لا تجادلوا اہل الکتاب الا بالتی ہی احسن وقال تعالی وقل لعبادی یقولوا التی ہی احسن ان الشیطان ینزغ بینہم۔ اب ہم اس مقام پر مناسب سمجھتے ہیں کہ مرزا صاحب کے بعض اقوال مع حوالہ نقل کریں۔ ناظرین اگر اہل علم و فہم ہیں تو خود ورنہ علماء محققین کے روبرو اونکو پیش کرکے تحقیق کرلیں کہ ایسے اقوال کا شریعت میں کیا اثر اور قائل کا کیا حکم ہے۔

قول اول از دافع البلاء و معیار اہل الاصطفاء مؤلفہ مرزا صاحب صفحہ ۲۰

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو ❊ اس سے بہتر غلام احمد ہے

قول دوم مشتمل بر چند قول از عصائے موسی منقول از ازالہ صفحہ ۳۰ اب یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت مسیح بن مریم باذن و حکم الہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب

بست و ہشتم[۲۸] - حضرت الیاس یعنے ادریس علیہ السلام کے نزول کا صحیح حوالہ تحریر فرماوین[۱]

بست و نہم[۲۹] - اور حضرت عزیر علیہ السلام کے دوبارہ شہر مین آنیکا اور توریت اوسنے سنکر پھر لکہنے یا صحیح کرنیکا قصہ جو مشہور ہے اسکا پتہ صحیح کیا ہے -

---

مین کمال رکھتے تھے گو الیسع کے درجہ سے کم رہے تھے پھر لکہا ہے اگر یہ عاجز اس عمل الترب کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجہتا تو خدائے تعالی کے فضل و توفیق سے امید قوی رکہتا تہا کہ ان اعجوبہ نمائیون مین حضرت ابن مریم سے کم نہ تہا پھر صفحہ ۳۰۷ مین لکہا ہے جو شخص اپنے تئین اس مشغولی مین ڈالے اور جسمانی مرضون کی رفع دفع کرنے کے لیئے اپنی دلی و دماغی طاقتون کو خرچ کرتا رہے وہ اپنی روحانی تاثیرون مین جو روح پر اثر ڈالکر روحانی بیماریون کو دور کرتی ہین بہت ضعیف اور نکما ہو جاتا ہے اور امر تنویر باطن اور تزکیہ نفوس کا جو اصل مقصد ہے اوسکے ہاتھ سے بہت کم انجام پذیر ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح[ع] جسمانی بیماریونکو اس عمل کے ذریعہ سے اچہا کرتے رہے مگر ہدایت اور توحید اور دینی استقامتون کی کامل طور پر دلون مین قایم کرنیکے بارہ مین اونکی کارروائیون کا نمبر ایسا کم درجہ کا رہا کہ قریب قریب ناکام کے رہے - ص ۳۰ مین فرما چکے ہین مین سچ سچ کہتا ہون کہ مسیح کے ہاتھ سے زندہ ہونے والے مر گئے مگر جو شخص میرے ہاتھ سے جام پیئے گا جو مجھے دیا گیا ہے وہ ہرگز نہین مریگا - ۱۵ اور بھی اس قسم کے اقوال ہین جو اونکے اور اونکے مقابلین کے تالیفات مین نظر پڑتی ہین - اللہم اعذنا من کل قول او عمل لا یرضیک -

جواب[۲۸] - چونکہ ہمارا مدار استدلال نہین اسلیئے کچہہ حاجت نہین -

جواب[۲۹] - قران مجید مین بعد قصہ مناظرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ایک قصہ مذکور ہے جس مین صاحب قصہ کا مرجانا پہر بعد سو برس کے زندہ ہونا صراحتہً مذکور ہے - بعض کہتے ہین کہ صاحب قصہ حضرت عزیر علیہ السلام ہین غرض صاحب قصہ کوئی ہو حیات بعد موت ثابت ہے - اور حفظ توراۃ وغیرہ کے قصہ کی تحقیق کی حاجت نہین

سوال ۳۴ - اگر کسی مردہ کا زندہ ہونا کسی اولیاء اللہ سے بصحت کتاب معتبر ہووے تو تحریر فرما دیجئے

جواب - کچھ حاجت نہیں - تمت الجوابات والحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات -

خاتمہ مفیدہ جسمین خلاصہ اختلاف مرزا صاحب و جمہور مسلمین کا بیان ہے

جاننا چاہیے کہ جمہور اہل اسلام کا عقیدہ مشترکہ اس باب مین صرف اسقدر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مع الجسم مرفوع الی السماء ہوے - اور پھر مع الجسم سماء سے نزول فرماوینگے - مثل دیگر اموات کے میت و مقبور نہین ہوئے - اب اس رفع و نزول کے درمیان کی حالت کو کوئی شخص خواہ حیات کہے یا موت کہے یا حیات بعد الموت کہے اوسکو اختیار ہے کوئی شق اصل مدعا مین قادح نہین - اس بناء پر اگر آیات متضمنہ لفظ توفی و خلت وغیرہا کو معنے موت پر بھی محمول کر لیا جاوے تو مدعائے مذکور مین مضر نہین - چنانچہ چند جگہ ضمن اجوبہ اسولہ مین اسکا مذکور ہو چکا ہے - اوس حالت کو یا اصطلاحاً موت کہا جاویگا یا تشبیہاً جیسا بعض مفسرین نے توفی کے معنے مین لکھا ہے - السابع انی متوفیک اے اجعلک کالمتوفی لانہ اذا رفع الی السماء وانقطع خبرہ عن الارض کان کالمتوفی (کبیر) اور حاصل دعوی مرزا صاحب کا دو امر ہین - ایک دعوی مسیح ہونیکا دوسرا دعوی مہدی ہونیکا اور ان دونون دعوون پر دو دلیلین قایم کرتے ہین ایک تفصیلی دوسری اجمالی تفصیلی دلیل دونون دعوون پر جدا جدا اسطرح ہے کہ دعوی اولی کی بناء یہ مقدمات ہین -

نمبر ۱ - حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہو گیا - نمبر ۲ - بعد وفات پھر کوئی زندہ نہین ہو سکتا -

نمبر ۳ - پس احادیث نزول مین عیسیٰ مجازی مراد ہے اور وہ مین ہون - مین کہتا ہون کہ مقدمہ اولی مین اگر وفات سے مراد مع دفن الجسم فی الارض ہے تو بوجہ مخالف ہونے ظواہر آیات و نصوص حدیث و محکم اجماع کے غلط ہے - جیسا بضمن اجوبہ مذکورہ بیان کیا گیا ہے - اور اگر مطلق وفات ہے تو مضر نہین کیونکہ مطلق وفات اور رفع الجسم الی السماء مین منافات

نہین جیسا اوپر ذکر ہوچکا - اور مقدمہ ثانیہ مین اگر مراد امتناع سے امتناع عادی ہے تو جمہور
کو مضر نہین کیونکہ دلائل یقینیہ سے وقوع خوارق عادات کا ثابت ہے - اور اگر امتناع عقلی یا شرعی
ہے تو غلط ہے - یہ بھی ضمن اجوبہ مین گذر چکا ہے - مقدمہ ثالثہ مبنی ہے پہلے دو مقدمون پر
اونکے انہدام سے یہ بھی منہدم ہوگیا - پھر علی سبیل التنزل کہا جاتا ہے کہ اگر بفرض
محال عیسی - مجازی ہی مراد لے لیا جاوے تب بھی تعیین مدعا کی کیا دلیل کہ مین ہی ہون
ممکن ہے کہ کوئی اور شخص ہو - رہا تشابہ صفات کا سو ایسی تاویلات بعیدہ سے تو سیکڑون
آدمی مرزا صاحب سے بڑھکر حضرت عیسی علیہ السلام کے ساتھ مشارکت صفاتی رکھنے والے
نکل سکتے ہین - اور اگر تعیین پر بعض مکاشفات سے استدلال کیا جاوے - جیسا تحفہ
گولڑویہ مین نقل کیا ہے - تو بعد تسلیم صحت روایت اور اون صاحبون کے صاحب کشف
صحیح ہونے اور اوس کشف مین غلطی نہونے کے اون مکاشفات کو بوجہ مخالفت دلائل
شرعیہ کے تاویلات مناسبہ سے ماول کیا جاویگا - رہا دوسرا دعوی اوسکی بنا دو مقدمون پر
ہے - نمبر ۱ - مہدی و عیسی ایک ہین نمبر ۲ - مین مسیح ہون نتیجہ نکلا کہ مین ہی مہدی ہون
مین کہتا ہون کہ مقدمہ ثانیہ مین دعوی اولی ہے جسکا ابطال ابھی ہوچکا ہے - اور مقدمہ
اولی اسلئے صحیح نہین کہ احادیث سے صاف دونون کا جدا جدا ہونا صریحًا ثابت ہوتا ہے
اور تاویل حدیث کی اوپر مذکور ہوچکی اور اگر نفی تغائر بین المسیح والمہدی کے لیئے احادیث
وارد فی حق المہدی کا انکار کیا جاوے جیسا بعضون کو مقدمہ ابن خلدون سے شبہہ
پڑگیا ہے تو اوسکے جواب مین احقر کی ایک تحریر ملاحظہ فرمائی جاوے جسکو مہتمم مطبع آسی
مدراسی لکھنؤ اپنے جریدہ البیان مین شائع کرنیکا ارادہ رکھتے ہین غرض کہ جب یہ دونون
مقدمے بھی ثابت نہوئے دوسرا مدعا بھی ثابت نہوا - اور اگر اجتماع کسوف و خسوف سے
ماہ رمضان مین جو کئی سال ہوئے واقع ہوا تہا اس مدعا مین سہارا ڈھونڈھا جاوے
تو اول تو اوسمین یہی کلام ہوسکتا ہے کہ تعیین کی کیا دلیل ہے ممکن ہے کہ یہ علامت قرب خروج

سی ام - اگر کسی مردہ کا زندہ ہونا کسی اولیاء اللہ سے بصحت کتاب معتبر ہووے تو تحریر فرماویں

جواب - کچھ حاجت نہین - تمت الجوابات والحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات -

خاتمہ مفیدہ جسمین خلاصہ اختلاف مرزا صاحب و جمہور مسلمین کا بیان ہے

جاننا چاہیے کہ جمہور اہل اسلام کا عقیدہ مشترکہ اس باب مین صرف اسقدر ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام مع الجسم مرفوع الی السماء ہوے - اور پہر مع الجسم سماء سے نزول فرماوینگے - مثل دیگر اموات کے میت و مقبور نہین ہوئے - اب اس رفع و نزول کے درمیان کی حالت کو کوی شخص خواہ حیات کہے یا موت کہے یا حیات بعد الموت کہے اوسکو اختیار ہے کوی شق اصل مدعا مین قادح نہین - اس بناء پر اگر آیات متضمنہ لفظ توفی و خلت وغیرہا کو معنے موت پر بھی محمول کر لیا جاوے تو مدعاے مذکور مین مضر نہین - چنانچہ چند جگہ ضمن اجوبہ اسولہ مین اسکا مذکور ہو چکا ہے - اوس حالت کو یا اصطلاحاً موت کہا جاویگا یا تشبیہاً جیسا بعض مفسرین نے توفی کے معنے مین لکھا ہے - السابع انی متوفیک اے اجعلک کالمتوفی لانہ اذا رفع الی السماء وانقطع خبرہ عن الارض کان کالمتوفی (کبیر) اور حاصل دعوی مرزا صاحب کا دو امر ہین - ایک دعوی مسیح ہونیکا دوسرا دعوی مہدی ہونیکا اور ان دونون دعوون پر دو دلیلین قایم کرتے ہین ایک تفصیلی دوسری اجمالی - تفصیلی دلیل دونون دعوون پر جدا جدا اسطرح ہے کہ دعوی اولی کی بناء پر سہ مقدمات ہین -

نمبر ١ - حضرت عیسی علیہ السلام کا انتقال ہو گیا - نمبر ٢ - بعد وفات پھر کوئی زندہ نہین ہو سکتا - نمبر ٣ - پس احادیث نزول مین عیسی مجازی مراد ہے اور وہ مین ہون - مین کہتا ہون کہ مقدمہ اولی مین اگر وفات سے مراد مع دفن الجسم فی الارض ہے تو بوجہ مخالفت ہونے ظواہر آیات و نصوص حدیث و محکم اجماع کے غلط ہے - جیسا بضمن اجوبہ مذکورہ بیان کیا گیا ہے - اور اگر مطلق وفات ہے تو مضر نہین کیونکہ مطلق وفات اور رفع الجسم الی السماء مین منافات

نہین جیسا اوپر ذکر ہو چکا - اور مقدمہ ثانیہ مین اگر مراد امتناع سے امتناع عادی ہے تو جمہور کو مضر نہین کیونکہ دلائل یقینیہ سے وقوع خوارق عادات کا ثابت ہے - اور اگر امتناع عقلی یا شرعی ہے تو غلط ہے - یہ بھی ضمن اجوبہ مین گذر چکا ہے - مقدمہ ثالثہ مبنی ہے پہلے دو مقدمون پر اونکے انہدام سے یہ بھی منہدم ہو گیا - پہر علی سبیل التنزل کہا جاتا ہے کہ اگر بفرض محال عیسی - مجازی ہی مراد لے لیا جاوے تب بھی تعیین مدعا کی کیا دلیل کہ مین ہی ہون ممکن ہے کہ کوئی اور شخص ہو - رہا تشابہ صفات کا سو ایسی تاویلات بعیدہ سے تو سیکڑون آدمی مرزا صاحب سے بڑہکر حضرت عیسی علیہ السلام کے ساتھ مشارکت صفاتی رکہنے والے نکل سکتے ہین - اور اگر تعیین پر بعض مکاشفات سے استدلال کیا جاوے - جیسا تحفہ گولڑویہ مین نقل کیا ہے - تو بعد تسلیم صحت روایت اور اون صاحبون کے صاحب کشف صحیح ہونے اور اوس کشف مین غلطی نہونے کے اون مکاشفات کو بوجہ مخالفت دلائل شرعیہ کے تاویلات مناسبہ سے ماول کیا جاویگا - رہا دوسرا دعوی اوسکی بنا دو مقدمون پر ہے - نمبر ۱ - مہدی و عیسی ایک ہین نمبر ۲ مین مسیح ہون نتیجہ نکلا کہ مین ہی مہدی ہون مین کہتا ہون کہ مقدمہ ثانیہ عین دعوی اولی ہے جسکا ابطال ابھی ہو چکا ہے - اور مقدمہ اولی اسلئے صحیح نہین کہ احادیث سے صاف دونون کا جدا جدا ہونا صریحاً ثابت ہوتا ہے اور تاویل حدیث کو اوپر مذکور ہو چکی اور اگر نفی تغائر بین المسیح والمہدی کے لئے احادیث وارد فی حق المہدی کا انکار کیا جاوے جیسا بعضون کو مقدمہ ابن خلدون سے شبہہ پڑ گیا ہے تو اوسکے جواب مین احقر کی ایک تحریر ملاحظہ فرمائی جاوے جسکو مہتمم مطبع آسی مدراسی لکھنؤ اپنے جریدہ البیان مین شائع کرنیکا ارادہ رکہتے ہین غرض کہ جب یہ دونون مقدمے بھی ثابت نہوئے دوسرا مدعا بھی ثابت نہوا - اور اگر اجتماع کسوف وخسوف سے ماہ رمضان مین جو کئی سال ہوئے واقع ہوا تہا اس مدعا مین سہارا ڈھونڈھا جاوے تو اول تو اوسمین یہی کلام ہو سکتا ہے کہ تعیین کی کیا دلیل ہے ممکن ہے کہ یہ علامت قرب خروج

مہدی اصلی کی ہو اور وہ بعد چندے متحقق ہو جاوے۔ دوسرے یہ کہ حدیث مین جس کیفیت
سے خسوف و کسوف کے اجتماع کی خبر آئی ہے بعد قطع نظر ضعف حدیث کے وہ اجتماع ابھی واقع
بھی نہین ہوا۔ دارقطنی مین وہ حدیث یون مروی ہے۔ روی الدار قطنی من طریق عمرو
بن شمر عن جابر عن محمد عن علی قال ان لمہدینا آیتین لم یکونا منذ خلق اللہ السموات
والارض تنکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ ولم یکونا
منذ خلق اللہ السموات والارض اہ صفحہ ۱۸۸ یعنی رمضان کی پہلی تاریخ چاند گہن ہوگا اور نصف
ماہ پر سورج گہن ہوگا۔ حاصل یہ کہ دونون خلاف قاعدہ ہیئت ہونگے۔ اور جو کسوف و خسوف
رمضان مین ہو چکا ہے وہ قواعد ہیئت کے موافق تھا اور اس حدیث دارقطنی مین یہ تاویل کہ
اول لیلہ سے مراد اول تواریخ خسوف قمر ہے نہ خود اول تاریخ رمضان کی اس تاویل کو خود
الفاظ حدیث (لاول لیلۃ من رمضان) صراحۃً رد کرتے ہین کیونکہ عبارۃ مذکورہ کا ترجمہ
(یعنی رمضان کی اول شب) جو شخص سنیگا وہ یقیناً اس تاویل کو باطل سمجھیگا اور تاویل
مذکور پر اس سے استناد کرنا کہ پہلی شب کے چاند کو قمر نہین کہہ سکتے محض ضعیف ہے بعد قیام
قرینہ تعذر معنی حقیقی کے استعمال فی المعنی المجازی کے امتناع کی کیا دلیل ہے اور قرینہ
یہان وہی حدیث کی عبارۃ مذکورہ ہے جیسا ابھی بیان ہوا ہے اور خود قرآن مجید مین بالمعنی
العام وارد ہے قال تعالی والقمر قدرناہ منازل حتی عاد کالعرجون القدیم دوسری جگہ فرمایا ہے
وقدرہ منازل لتعلموا عدد السنین والحساب اور ظاہر اور یقینی ہے کہ سیر منازل کا آرحساب
بن جانا اول ہی شب سے شروع ہو جاتا ہے باوجود اسکے پھر اوس حالت مین بھی اوسکو قمر ہی کہا
گیا زمخشری کہ لغت و عربیت مین مسلم و ماہر ہین تفسیر مین لکھتے ہین وہی ثمانیۃ وعشرون
منزل ینزل القمر کل لیلۃ فی واحد منہا لا یتخطاہ ولا یتقاصر عنہ علی تقدیر مستوٍ یتفاوت یسیر
فیہا من لیلۃ المستہل الی الثامنۃ والعشرین ثم یستتر لیلتین او لیلۃ اذا نقص الشہر
اسمین لیلۃ المستہل کی تصریح اس عموم کی موید ہو رہی ہے اسیطرح حدیث مذکور مین احتمال

قرب ظہور پر یہ استبعاد کہ علامت تو اب ہو اور ذی علامت ایک صدی بعد ہو اور اس احتمال کو بے مزگی قرار دینا بھی عجیب ہے اولاً ایک صدی کا فصل لازم نہین آتا ممکن ہے کہ اسی صدی مین اوس کا وقوع ہو جاوے رہا صدی کے شروع پر ہونا سو اول تو اسپر کوئی حجۃ قویہ نہین دوسری نصف سے پہلے پہلے شروع ہی کے حکم مین ہے ثانیاً اگر اس سے زیادہ بھی فصل ہو تو مضر نہین اور علامت ہونے مین مخل نہین احادیث مین قیامت کی جو علامات آئی ہین اوسمین بہت سی علامتین گذر چکین اور قیامت ابتک بھی نہین آئی چنانچہ اہل علم پر مخفی نہین - اب بعد تقریر عدم الاثبات کے اثبات العدم کے لیئے کہتا ہون کہ جو شخص خالی الذہن ہو کر ان احادیث کو جو حضرت مسیح علیہ السلام کے اور حضرت مہدی علیہ السلام کی شان مین وارد ہین یا اگر اہل احادیث نہ سمجھہ سکے تو ترجمہ مشکوۃ مین ان ابواب کو فہرست مین صفحہ دیکھکر نکالکر ترجمہ اونکا دیکھیگا وہ یقین کے ساتھ سمجھہ لے گا اور اوسکی نزدیک کالمعاینہ متیقن ہو جاویگا کہ ابھی تک اون صفات وعلامات کا مصداق ظاہر نہین ہوا اور کھینچ تان کر کے کیسکا مصداق بیجا نایا بنا دینا تو تمام شریعت مطہرہ سے امن واطمینان اوٹھائے دیتا ہے کیونکہ اس قسم کے احتمالات تو نصوص صلوۃ وزکوۃ مین بھی پیدا ہو سکتے ہین اور ملاحدہ نے نکالی بھی ہین پھر کوئی وجہ نہین کہ اعمال مین تو ان احتمالات کو فاسد و باطل قرار دیا جائے اور عقاید مین اونکو صحیح وحق سمجھا جاوے مقتضائے دین وتقوی کا تو یہ ہے کہ غرض نفسانی وہوا پرستی کو چھوڑ کر نظر حق طلبی سے کتاب وسنت کو دیکھکر عقاید واعمال مین اونکا اتباع کیا جاوے ورنہ غلبہ ہوائے نفسانی سے حق ہرگز واضح نہین ہوتا - اسپر حضرت مولانا رومی علیہ الرحمۃ کے چند اشعار یاد آتے ہین ؎

تازہ کن ایمان نہ از گفت زبان	اے ہوا را تازہ کردہ در نہان
تا ہوا تازہ است ایمان تازہ نیست	چون ہوا جز قفل آن دروازہ نیست
کردۂ تاویل حرف بکر را	خویش را تاویل کن نے ذکر را
بر ہوا تاویل قرآن مے کنی	پست و کژ شد از تو معنی سنی

ماند احوالت بدان طرفہ مگس
از خودی سرمست گشتہ بے شراب

وصف بازان را شنیدہ در زمان
آن مگس بر برگ کاہ و بول خر

گفت من کشتی و دریا خواندہ ام
اینک این دریا و این کشتی و من

بر سر دریا ہمیراند او عمد
بود بیحد آن ہمین نسبت بدد

عالمش چندان بود کش بینش ست
صاحب تاویل باطل چون مگس

گر مگس تاویل بگذارد برائے
آن مگس بنود کش این غیرت بود

کو ہمی پنداشت خود را ہست کس
ذرہ خود را شمردہ آفتاب

گفت من عنقائے وقتم بیگمان
ہمچو کشتیبان ہمی افراشت فر

مدتے در فکر آن مے ماندہ ام
مرد کشتیبان و اہل رائے و فن

مے نمودش اینقدر بیرون زحد
آن نظر کو بیند او را راست کو

چشم چندین بحر ہم چندینش ست
وہم او بول خر و تصویر خس

آن مگس را بخت گرداند ہمائے
روح او نی در خور صورت بود

یہ کلام تو تہا اونکی تفصیلی دلیل ہین اور اجمالی دلیل اپنے سب دعوونپر یہ پیش فرماتے ہین کہ اگر مین کاذب ہوتا تو ابتک ہلاک کردیا جاتا اور اس باب مین اس آیت سے استدلال کرتے ہین - ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین - فمامنکم من احد عنہ حاجزین - مین کہتا ہون کہ اس آیت مین اگر مراد مطلق تقول ہے تو تمام کفار اپنے کفر و شرک مین متقول علی اللہ ہین - چنانچہ ظاہر ہے اور قرآن مجید مین بھی اونکو متقول علی اللہ کہا گیا ہے - کما قال تعالی واذا فعلوا فاحشۃ قالوا وجدنا علیہا آباءنا واللہ امرنا بہا قل ان اللہ لایامر بالفحشاء اتقولون علی اللہ مالا تعلمون - وغیر ذلک من الایات حالانکہ بہتیرے اونمین ہلاک نہین ہوتے بلکہ اونکی شان مین جابجا اس قسم کی آئتین فرمائی گئی ہین - سنستدرجہم من حیث لایعلمون - واملی لہم ان کیدی متین - وقال تعالی قل من کان فی الضللۃ فلیمدد لہ الرحمن مدا - پس یہ تو یقیناً ثابت ہوگیا کہ مطلق تقول مراد نہین کوئی خاص تقول ہے - پہر یہ کہ وہ

خاص کیا ہے سو ظاہر یہ ہے کہ جس دعوی کے باب مین یہ آیۃ آئی ہے یعنی نبوۃ کا دعوی جو حضور نے کیا اور جس حالت مین یہ نازل ہوئی ہے یعنی اوس وقت شرائع کی تکمیل نہ ہوئی تھی اور اسلئے دلائل شرعیہ سے ایسے امور مین اتمام حجۃ نہو سکتی تھی ویساہی دعوی اور اوسی حالت کا مراد ہے پس حاصل آیت کا یہ ہوا کہ جو شخص ایسے وقت مین کہ ادلۂ حجج شرعیہ سے لوگونکا التباس رفع نہو سکے۔ نبوۃ بالمعنے الشرعی کا دعوی کرے وہ بمقتضائے حکمت و رحمت خداوندی کہ خلق گمراہ نہو ضرور ہلاک کیا جاویگا۔ سو اب اگر کوئی شخص تقول کرے اول تو وہ نبوۃ کا دعوی نہین اور اگر بالفرض کوئی ایسا بھی کری تو بوجہ تکمیل اصول فروع شرعیہ کے اوسپر بھی احتجاج ہو سکتاہے اور لوگون کو بھی بوجہ وضوح دلائل شرعیہ کے التباس و اشتباہ واقع نہین ہو سکتا۔ پس ایسا تقول مستلزم اہلاک نہین ہے جب اہلاک لازم ہی نہین تو اوسکی نفی سے تقول کے نفی پر استدلال کرنا باطل ہے پس یہ اجمالی دلیل بھی باطل ہوگئی۔ یہ بحث ہے مکالمہ فیما بین مرزا صاحب و جمہور کا۔ احقر کے نزدیک منشاء اونکے خیالات کا فساد قوۃ متخیلہ ہے جو اس باب خاص مین ہو گیا ہے جسکا سبب گمان ہے طول خلوت بھی ہو جاتا ہے اور گاہے اوسمین کچھہ کشف بھی ہونے لگتاہی جیسا شرح اسباب وغیرہ مین مذکور ہے۔ اگر اس سے زیادہ تفصیل دیکھنے کا شوق ہو تو دوسرے اہل علم کی تصانیف جو اس باب مین لکھی گئی ہین جیسے سیف چشتیائی و عصاء موسی و صحیفۂ اولا و رد الشبہات وغیرہا اونکا مطالعہ کیا جاوے۔ اور امید تو اللہ سے یہ ہی کہ طالب حق و تابع انصاف کیلئے یہ مختصر اوراق ہی انشاء اللہ تعالی کافی شافی ہین اور سخن پرور کے لئے تو ہزارون دفتر بھی غیر وافی ہین ولیکن ہذا آخر ما اردنا ایرادہ وکان ہذا التحریر بدءہ وتمامہ فی یوم عرفۃ سنۃ ۱۳۲۰ھ مع اسبابہ الضروریۃ قبلہ بیوم فی یوم الترویۃ وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ۔

تمّت

مرزا غلام احمد قادیانی کے کلمات و دعاوی جہانتک مجھے معلوم ہوئے بیشک موجب فسق ہین اور وہ قطعاً فاسق و ضال و مضل اور داخل فرقہائے مبتدعہ و اہل اہواء ہی اوس سے اور اوسکے پیروان سے ملنا ہرگز ہرگز جایز نہین اور جو لوگ اوسکی تکفیر کرتے ہین وہ بھی حق پر ہین فقط واللہ تعالے اعلم۔

بندہ رشید احمد
عفی عنہ گنگوہی

تالیفات حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی نور اللہ مرقدہ

ضیاء القلوب ۳ر - ایضاً اردو ۳ر
غذائے روح ۳ر - گلزار معرفت ۳ر - جہاد اکبر ۱ر
تحفۃ العشاق ۱ر - ارشاد مرشد - درد نامہ

تالیفات حضرت مولانا رشید احمد صاحب مدظلہم العالی

امداد السلوک ترجمہ رسالہ مکیہ تصوف ۴ر
ہدایۃ الشیعہ - بجواب اعتراضات شیعہ ۳ر
زبدۃ المناسک - مسائل و احکام حج ۳ر
لطائف رشیدیہ - استفسارات متعلقہ آیات قرانی مع پردہ مروجہ شرفائے ہند ۱ر
کراہت جماعۃ ثانیہ - تکرار جماعت کی کراہت ۱ر
رسالہ تراویح - بیس رکعت تراویح کا احادیث صحیحہ سے ثبوت اور غیر مقلدین کا رد ۱ر
رسالہ جمعہ - اہل حدیث کے فتوے ثبوت جمعہ در قریہ کا جواب - - ۱ر
رسالہ وقف - اوقاف قرانی کا احادیث سے ثبوت - - - - - ۱ر
فتوی ظہر احتیاطی - احتیاط الظہر بعد الجمعہ کی تردید - - - - - ۱ر
سبیل الرشاد - چند مسائل مختلفہ حنفیہ و اہل حدیث میں منصفانہ محاکمہ - - ۱ر
فتوی میلاد در حکم میلاد مروجہ ۱ر
ہدایت المعتدی بحث قرأت فاتحہ مقتدی ۱ر

تالیفات حضرت مولانا اشرف علی صاحب زاد مجدہم

تعلیم الدین قدیم ۶ر - اکسیر در اثبات تقدیر ۱ر
صفائی معاملات - جزاء الاعمال ۱ر
مکتوبات امدادیہ ۲ر - فروغ الایمان ۱ر
اصلاح الرسوم - رسوم مروجہ کی مدلل اصلاح نو ترمیم - - - - ۲ر
تحقیق تعلیم انگریزی - انگریزی پڑھنے کے منافع و مضار - - - - ۲ر
حق السماع - گانا سننے پر محققانہ مضمون ۱ر
مجموعہ خطب ثور ۱ر - علاج القحط والوبا
اصلاح الخیال - نیچریہ خیالات کی اصلاح قابل دید - - - - ۲ر
رسالہ تجوید القرآن - حق السماع ۱ر
شجرہ مع تعلیم الطالب حضرت حاجی صاحب شجرہ میں مقام دفن مشائخ و تاریخ وفات اضافہ کئے گئے ہیں - - - ۱ر
سبق الغایات فی نسق الآیات ۱ر
اصلاح ترجمہ نذیریہ - مولوی نذیر احمد دہلوی کے ترجمہ قرآن کی اغلاط فہمی و صوری ۱ر
فتاوے اشرفیہ - بہت سے مسایل کے جوابات - - - - ۳ر
حقوق الاسلام - اہل اسلام کے باہمی حقوق - - - ۱ر
تکمیل الیقین احکام شرعیہ کی تفصیل اور انکا دلائل عقلیہ سے اثبات ۱ر ۱۲

تالیفات حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ

جس نے مولانا مرحوم کی تقریر سنی ہے وہ تو جانتا ہی ہوگا جس نے نہیں سنی وہ آپ کی تصانیف سے معلوم کر سکتے ہے کہ حق تعالی نے آپکو کس درجے کا علم اور فہم مرحمت فرمایا تھا۔

آب حیات - ثبوت حیات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم - - - - - ۱ر

بجواب اعتراضات شیعہ:
- ہدایۃ الشیعہ ۱ر
- اجوبۃ اربعین ۱ر
- انتباہ المومنین ۱ر

حقانیت اسلام کا عقلی:
- تقریر دلپذیر ۱ر
- حجۃ الاسلام معہ تتمہ ۱ر

مناظرات مخالفین اسلام بدلائل عقلی و منطقی:
- مباحثہ شاہجہانپور ۱ر
- میلہ خدا شناسی ۱ر
- انتصار الاسلام ۱ر
- قبلہ نما ۵ر

تصفیۃ العقاید - سید احمد خان کی ایک تحریر کا جواب - - - - - ۲ر
توثیق الکلام ۱ر - دلیل محکم ۱ر
تحفہ لحمیہ - گوشت خوری فطری امر ہے ۱ر
قصائد قاسمی ۱ر - لطائف قاسمی ۱ر
جمال قاسمی ۱ر - تحذیر الناس ۲ر
مناظرہ عجیبہ - در رد شبہات تحذیر الناس - - - - ۳ر

رسایل مندرجہ بالا محمد یحییٰ مقیم لال مسجد گنگوہ ضلع سہارنپور سے | بارسال قیمت پیشگی یا بذریعہ ویلیو مل سکتی ہیں